نمبر ۳۱ | مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان نبوت میں ہر طرح خیریت ہے۔

۷ ستمبر جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب بمبئی سے تشریف لائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ دیر تک ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ جناب سیٹھ صاحب نے دوران گفتگو میں فرمایا۔ ۱۹۰۳ء میں جب میں یہاں آیا۔ اس وقت سے اب تک قادیان کی آبادی اور رونق میں عظیم الشان تغیر واقعہ ہو چکا ہے۔

۸ ستمبر جناب پنڈت راج نرائن صاحب ارمان دہلوی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کا موقعہ دیا۔

۹ ستمبر مولوی چراغ دین صاحب مبلغ علاقہ سرحد اپنے ہیڈ کوارٹر مردان کے لئے روانہ ہوئے۔

مسلمانانِ سرینگر کے خلاف ہندوؤں کی اشتعال انگیز سرگرمیاں

عارضی سمجھوتہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تبصرہ بہت پسند کیا گیا

(تار بنام "الفضل")

سرینگر ۹ ستمبر۔ ہندوؤں کی طرف سے اشتعال انگیز پبلک جلسے برابر منعقد ہو رہے ہیں۔ حکام کوئی مداخلت نہیں کرتے۔ ہندو محلوں سے مسلمانوں کو بغیر کسی استحقاق کے زبردستی نکالا جا رہا ہے۔ کل مہاکدل میں ایک تنہا مسلمان پر ہندو ہجوم نے حملہ کر دیا۔ سخت تصادم کا خطرہ تھا۔ مگر مسلمانوں نے بر وقت پہونچکر اسے چھڑا لیا۔ ڈاکٹر عالم نے مطالبات کے متعلق مسلم نمائندوں سے انٹرویو کیا۔ اور انہیں خالصۃً قومی پایا۔ اس نے کانگرس کی تائید کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے عارضی صلح کے شرائط پر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ اسے یہاں کی پبلک نے بہت پسند کیا ہے۔ مطالبات تیار ہیں۔ مگر انہیں ابھی تک پیش اس لئے نہیں کیا جا سکا۔ کہ جموں میں حالات کی نزاکت کے باعث نمائندگان نہیں آ سکے۔ وہاں کی اکثریت صلح کو ناپسند کرتی ہے۔ خطۂ کشمیر میں ابھی یہی رو پیدا ہو رہی ہے۔ اس لئے توقعات کچھ موہوم سی ہو رہی ہیں۔ ہوم منسٹر نے خارج شدہ طلباء کے معاملہ میں مداخلت تو کی ہے مگر تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اس مفروضہ کی بناء پر کہ اس میں بدیشی سوت استعمال ہوتا ہے۔ باہر کشمیری کپڑے کے بائیکاٹ کی تحریک بڑھ رہی ہے۔ حالانکہ بدیشی سوت صرف رفل اور کانشی سلک میں استعمال ہوتا تھا۔ مگر اب اس میں بھی اس کا استعمال ترک کر دیا گیا ہے۔ ابرائیڈری پشمینہ۔ پٹو وغیرہ میں خالص سودیشی مال لگایا جاتا ہے۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

تبلیغی دورہ

ایام زیر رپورٹ میں ۱۶- مقامات کا دورہ کیا۔ جس کے لئے ۵۵ میل پیدل۔ اور قریباً تین سو میل موٹر لاری پر سفر کیا۔ ۱۵- لیکچر دیئے۔ علاوہ ان لیکچروں کے جو احمدیہ جماعتوں کی تربیت کے متعلق خاص احمدیوں میں دیئے گئے۔ ابواسی میں جو ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ دو لیکچر دیئے۔ پہلا لیکچر شہر کی جامع مسجد میں عربی زبان میں دیا گیا۔ جس کا ترجمہ ایک غیر احمدی عالم نے ہاؤسا زبان میں کیا۔ اور دوسرا کھلے میدان میں انگریزی میں دیا گیا۔ جسے ایک ہمارے احمدی بھائی نے اشانٹی زبان میں بیان کیا۔

احمدیہ سکول

ہمارے سکول میں عربی کی تعلیم پر پھر گورنمنٹ نے اعتراض کیا تھا۔ کہ ابتدائی دو جماعتوں میں عربی نہ پڑھائی جائے۔ بفضلہ تعالےٰ اب کے بوضاحت گورنمنٹ کو لکھا گیا ہے۔ کہ عربی کے بغیر احمدیہ سکول کا کچھ فائدہ نہیں۔ گورنمنٹ نے ہمارے نقطۂ نظر کو تسلیم کر لیا ہے ؛

نئے احمدی

ایام زیر رپورٹ میں ۳۵- کس احمدی جماعت میں داخل ہوئے ؛

ایک مخلص بھائی کا انتقال

ہمارے ایک نہایت مخلص احمدی بھائی امیر محمد یوسف صاحب جن کے ذریعے اللہ تعالےٰ نے بہتوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت بخشی تھی۔ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ انہیں بڑے بڑے درجات عطا فرمائے۔ مولانا نیر صاحب کے زمانہ سے آپ ہمیشہ تبلیغ کرتے رہے۔ جہاں جہاں ہو سکے۔ احمدی جماعتیں مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت فرمائیں ؛

محتاج دعا۔ نذیر احمد۔ مبلغ اسلام۔ افریقہ۔

گوشوارہ سہ ماہی کارگزاری مہتمم صاحبان تبلیغ

(۱) سہ ماہی گزشتہ سے پیوستہ نہایت آخر اپریل ۱۹۳۱ء

معائنہ کردہ مقامات ۲۲۶- تنظیم انصار اللہ ۵۸۸- تعداد لیکچرز ۱۵۹- تعداد مناظرہ ۴۵- نو مبایعین بذریعہ مبلغین ۲۱۹ تبلیغ بذریعہ ملاقات ۔۔۔ بسبب تنگی کے متعلق اس سہ ماہی میں اندازہ نہیں کیا گیا ؛

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس سیالکوٹ میں

۱۲-۱۳- ستمبر ۱۹۳۱ء کو منعقد ہوگا

چونکہ ابھی تک کشمیر کے حالات میں کوئی مفید تغیر نظر نہیں آتا۔ اس لئے تمام گزشتہ کاموں پر ریویو کرنے۔ بجٹ پاس کرنے اور آئندہ کے متعلق مزید غور کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس سیالکوٹ میں ۱۲-۱۳- ستمبر کو منعقد کیا جائے۔ ۱۲- ستمبر کو ہفتہ ہے۔ اور ۱۳- ستمبر کو اتوار۔ اس لئے تمام ممبران آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان ایام میں سیالکوٹ تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ ایجنڈا تمام ممبران کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے جو ممبر کسی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں وہ اپنی رائے ایجنڈے کے اوپر درج فرما کر بھیج دیں۔

عبدالرحیم درد سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان

سیرت رسول کریمؐ کے جلسہ کے متعلق اعلان

جلسے ۸ نومبر بروز اتوار منعقد کئے جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک پر ہر سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت بیان کرنے کے لئے تمام ہندوستان میں جو جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ اور جن میں ہر مذہب و ملت کے شرفا اور معززین شامل ہوتے ہیں۔ ان کے انعقاد کے لئے اس سال حضور نے ۸ ر نومبر اتوار کا دن مقرر فرمایا ہے۔ اور وہ مضامین جن پر تقریریں کی جائیں گی۔ حسب ذیل قرار دیئے ہیں :۔

۱- وہ بادشاہت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے ؛

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کامل ہے ؛

احباب ابھی سے ان جلسوں کو کامیاب بنانے کی تیاری شروع کر دیں۔ حسب معمول لیکچروں کے لئے ضروری نوٹ مرکزی دفتر سے مہیا کرنے کی کوشش کی جائیگی ؛

مسلمانان کشمیر کی آواز احمدیوں کے خلاف

خدا کے لئے ہمیں زمیندار کے شر سے بچاؤ

برادران اسلام! ہم تمام مسلمانان کشمیر اس وقت مصائب کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں۔ زمین اور آسمان ہم پر تنگ ہو رہا ہے۔ کچھ ہم میں سے شہید ہو گئے۔ بہت سے زخمی ہوئے۔ بہت سے مقدمات میں گرفتار ہیں۔ کچھ بھوکے مر رہے ہیں۔ اور بہت سے پریشان ہیں ؛

اس مصیبت کے وقت میں ہم چاہتے ہیں۔ کہ کوئی خدا کا نیک بندہ ہماری امداد کرے۔ خواہ وہ مسلمان ہو۔ یا یہودی۔ عیسائی ہو یا ہندو۔ کیونکہ اس وقت مذہب کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ محض انسانی ہمدردی کی بنا پر کوئی ہماری امداد کرتا ہے۔ یا نہیں۔ ان حالات میں ہم تمام مسلمانان کشمیر جناب پریذیڈنٹ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے شکر گزار ہیں۔ کہ انہوں نے ہمارے دوسرے رہبران قوم کے ساتھ شامل ہو کر بہت ہی بلند کام کیا ہے۔ اور جو ان تھک کوشش وہ ہم مظلومین کی امداد کے لئے کر رہے ہیں۔ اس کو بیان کرنے سے ہماری ناچیز زبانیں قاصر ہیں۔ ہم کو جناب پریذیڈنٹ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے عقائد اور اختلافی خیالات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ہم ان کے اختلافی خیالات کے ایسے ہی مخالف ہیں جیسے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب و دیگر علمائے دین متین مخالف ہیں۔ لیکن قومیت کے سوال میں عقائد کو چھوڑ کر ان کا کام نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مصیبت کے وقت غدار اور قوم فروش اخبار "زمیندار" یہ کونسی خدمت انجام دے رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے سارا اخبار قادیانیت کے جھگڑے میں سیاہ کر کے ہماری مزید پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ مسٹر اختر علی خاں نے کشمیر میں آ کر اور سرکاری مہمان بن کر اپنی عاقبت کس طرح خراب کی ہے۔ اب ہمارے بڑے خیر خواہ بن کر آریہ اخبارات کی کس طرح حمایت شروع کر رکھی ہے اس لئے اب ہم مسلمانان کشمیر مجبور ہو کر اس تفرقہ پرداز اور مسلم کش اخبار اور اس کے حامیوں پر نفرت کرتے ہیں اور مسلمانان ہند سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اخبار مذکور پر دباؤ ڈال کر اسے ایسی حرکات ناشائستہ سے روکیں۔ ورنہ ہم لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ ہماری پستی اور ذلت کے ایسے نام نہاد اخبار بھی ذمہ دار ہیں ؛ ۴۴

۴۴- المرقمان :- خواجہ احمد اللہ صاحب جنرل شال مرچنٹ سری نگر۔ خواجہ غلام محمد صاحب شال مرچنٹ سری نگر۔ خواجہ غلام نبی صاحب مرچنٹ سری نگر۔ مسٹر غلام نبی سری نگر۔ نقی سالک صاحب ہمدانی۔ سید عبدالغفور شاہ صاحب مفتی ضیاء الدین صاحب سری نگر۔ حکیم عبدالحی صاحب سری نگر۔ محمد عثمان بٹ قصبہ ترال۔ غلام محمد صاحب ترال۔ خواجہ عبدالرزاق صاحب ترال۔ حکیم غلام علی صاحب سری نگر۔ مسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے۔

مندرجہ بالا احباب کی طرف سے مجھے خط ہذا آپ کی خدمت میں روانہ کرنے کی ہدایت ہوئی ہے ؛

(خادم مفتی ضیاء الدین عفی عنہ از نوا کدل سری نگر کشمیر)

(انقلاب ۸ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(۲) سہ ماہی گزشتہ نہایت آخر جولائی ۱۹۳۱ء

معائنہ کردہ مقامات ۳۰۸- تنظیم انصار اللہ ۴۲۵- تعداد لیکچرز ۳۵۵- تعداد مناظرہ ۴۵- نو مبایعین بذریعہ مبلغین ۱۹- تبلیغ بذریعہ ملاقات ۸۰۶۱- نوٹ :- تاریان ۔۔۔ اور نیز مرکز کی تحریک کے ماتحت تیار کردہ انصار اللہ مذکورہ بالا تعداد کے علاوہ ہیں ؛

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ ریاست کشمیر کے خلاف ہندو حکام اور ہندو پبلک کی فتنہ انگیزیاں

مسلمانوں کو اپنے حقوق سے محروم رکھنے کیلئے شرمناک چالیں

ہندو پبلک اور ہندو حکام کے متعلق تازہ اطلاعات

سری نگر کی تازہ خبروں سے جو نہایت معتبر اور موثق ذرائع سے موصول ہو رہی ہیں۔ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچ چکی ہے کہ ہر طبقہ کے ہندو سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ فتنہ و فساد پیدا کر کے حکومت کے لئے مسلمانوں کے مطالبات اور حقوق نظر انداز کرنے اور انہیں جبر و تشدد کا نشانہ بنانے کا موقعہ بہم پہونچائیں۔ اور ہندو حکام ہر طرح نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ بلکہ خود بھی ایسے طریق اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جو مسلمانوں کو حکومت کی نظر میں معتوب بنانے والے ہیں۔ چنانچہ جہاں یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ ہندو عام جلسے منعقد کر کے ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلا رہے۔ اور تشدد سے کام لینے کی تلقین کر رہے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں بے گناہ اور بے قصور مسلمانوں کو ہدف مظالم بنانے کے کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو رہا ہے۔ کہ حکام باوجود ہندوؤں کی ان فساد انگیز حرکات کی طرف توجہ دلانے کے کلیۃً اغماض سے کام لے رہے ہیں۔

خفیہ پولیس سے مسلمانوں کا اخراج

علاوہ ازیں خفیہ پولیس کے محکمہ سے تمام مسلمان افسروں کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جس کی غرض سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ مسلمانوں کے خلاف خفیہ رپورٹیں ایسے ہی ہاتھوں سے مرتب کرائی جائیں۔ جو ہمیشہ سے ان کی تخریب میں مصروف چلے آرہے ہیں۔

زمینداروں پر تشدد

یہ بھی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ٹھاکر کرتار سنگھ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور بلاکاک دھر وزیر وزارت ثانیہ مضافات میں دورہ کر کے زمینداروں اور نمبرداروں کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ وہ حکومت کی حمایت میں بیان دیں۔ دیہاتوں کے مسلمان باشندوں کو ہندو اہلکار سخت تنگ کر رہے ہیں۔ اور غریب دیہاتی۔ ان کے ہاتھوں بے حد مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔

فساد کرانے کی کوشش

یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح فساد برپا کرا دیا جائے۔ تاکہ ایک طرف زیر حکم کھلا مسلمانوں کو پیسنے اور تباہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اور دوسری طرف یہ کہہ کر مسلمانوں کو اپنے مطالبات پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ کہ ابھی فضا درست نہیں ہوئی۔ ابھی حکومت کے خلاف مسلمانوں میں ایجی ٹیشن بند نہیں ہوئی۔ ابھی مسلمانوں نے اپنا رویہ درست نہیں کیا۔

شرائط صلح پر مسلمانوں کی پابندی

ظاہر ہے۔ وہ مسلمان نمائندے جو حکومت کے نہایت معمولی سے التفات پر عارضی صلح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور جنہوں نے مسلمانوں کو اس سمجھوتہ کا احترام کر کے حکومت کی طرف سے عائد کردہ شرائط کی پوری پوری پابندی کرنے کی کھلے الفاظ میں تلقین کی۔ ان کی طرف سے کوئی ایسی بات رونما نہیں ہو سکتی۔ جو فضا میں کسی قسم کا تکدر پیدا کرنے کا موجب ہو۔ اور جس کی وجہ سے حکومت کو اپنے عہد سے پھرنے کا موقعہ مل سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک طرف تو حکومت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مسلمان نمائندوں نے ہزارہا مسلمانوں کے جلسوں میں عارضی سمجھوتہ کے شرائط پیش کر کے ان پر کاربند ہونے کی تلقین کی جسے مسلمانوں نے منظور کر لیا۔ اور دوسری طرف اس وقت تک وہ کوئی معمولی سا واقعہ پیش کر کے بھی یہ نہیں کہہ سکی۔ کہ مسلمانوں نے عارضی سمجھوتہ کی کسی شق کے خلاف کوئی بات کی ہے۔ نمائندوں نے باوجود مسلمان پبلک کے شرائط کے متعلق غیر مطمئن بلکہ سخت خلاف ہونے کے حسب شرائط موجودہ ایجی ٹیشن بالکل بند کرا دی۔ اس کا عام اعلان کر دیا۔ اور جس طرح بھی ہو سکا۔ پبلک کو اس کے لئے آمادہ کر لیا۔ مساجد یا دوسرے مذہبی مقامات میں اس وقت تک انہوں نے کوئی ایسا جلسہ نہیں کیا۔ جس میں حکومت کے خلاف کچھ کہا گیا ہو۔ انہوں نے نہ صرف حکومت سے اپنی وفاداری کا بلکہ وزیر اعظم کے متعلق بھی جس کے رویہ کے خلاف انہیں سخت شکایات تھیں۔ اظہار اعتماد کر دیا۔ لیکن حکومت نے جو شرائط اپنے لئے تجویز کی تھیں انہیں اس نے بڑی حد تک نظر انداز کر رکھا ہے۔

حکومت کشمیر کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی

حکومت کے متعلق پہلی ہی شرط یہ تھی۔ کہ قصبات اور دیہات میں مسلمان رہنماؤں کی طرف سے اس اعلان عام کے بعد کہ ایجی ٹیشن بند کر دی گئی ہے۔ وہ ان تمام ذرائع کو ترک کر دیگی جو گزشتہ دو ماہ سے اس کی طرف سے اختیار کئے گئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ دفعات ۱۰۷-۱۲۴-الف- ۱۵۵-۱۴۴- اور کرفیو آرڈر ہنوز جاری ہیں۔ اسی طرح موقوف شدہ ملازمین کو بحال کرنے کا جو وعدہ تھا۔ وہ بھی ابھی تک پورا نہیں کیا گیا ہے۔ چند ملزمین کو ضمانت پر رہا کیا گیا ہے۔ لیکن وہ مسلمان جنہیں ڈاکہ اور لوٹ وغیرہ کے جھوٹے الزامات کی بناء پر گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کے خلاف مقدمات چلائے جا رہے ہیں۔

ہندو ڈیپوٹیشن کے مطالبات

یہ تو عارضی سمجھوتہ کے متعلق حکومت کا رویہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی ریاستی اہلکار جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کا مختصر ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اور ریاستی ہندو جن فتنہ انگیزیوں میں مصروف ہیں۔ ان کا نمونہ بھی دکھایا جا چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں ہندوؤں کے اس ڈیپوٹیشن کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جو حال ہی میں مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور جس نے ایک طرف تو نہایت بے باکی سے مسلمانوں پر وہ الزامات لگائے ہیں۔ جن کی تردید سرکاری تحقیقاتی کمیشن کے سامنے پیش ہونے والے اعلیٰ سرکاری افسروں کے بیانات سے ہو چکی ہے اور دوسری طرف اور زیادہ سختی اور تشدد کا مطالبہ کرتے ہوئے ان معمولی اصلاحات سے بھی مسلمانوں کو محروم کر دینے پر زور دیا گیا ہے۔ جنہیں مہاراجہ صاحب بہادر نے مسلمانوں کے وفد کو جواب دیتے ہوئے اپنے عہد حکومت کے خاص احسانات قرار دیا تھا۔

معاہدہ صلح کی تنسیخ کا مطالبہ

ان حالات اور واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانان ریاست کشمیر کے خلاف سرکاری اور غیر سرکاری ہندوؤں کی کیا ذہنیت ہے اور مسلمانوں کے بالکل ابتدائی حقوق اور مطالبات کا پورا ہونا تو الگ رہا۔ ان کا پیش ہونا اور ان پر غور کرنا کہاں تک ممکن ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک مسلمان پہلے ہی حد سے زیادہ مراعات حاصل کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی فلاکت اور بے کسی و بے بسی میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں آیا۔ اور جو اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو

مزید تشدد اور جبر کا نشانہ بنایا جائے۔ وہ کیونکر گوارا کر سکتے ہیں کہ حکومت مسلمانوں کی حالتِ زار کی طرف متوجہ ہو۔ اور انہیں ذلت و ادبار کے گڑھے سے نکالنے کے لئے کوئی قدم اٹھائے۔ اسی غرض سے وہ فتنہ و فساد پیدا کرنے کی ہر جائز سے ناجائز حرکت کر رہے۔ اور حکومت کو اپنے سابقہ رویہ پر قائم رکھنے کی کوشش میں مشغول ہیں۔ ان حالات میں مسلم پبلک اپنے نمائندوں سے عارضی معاہدہ کی تنسیخ کا مطالبہ کرنے میں بالکل حق بجانب ہے۔ اور نمائندوں کا فرض ہے۔ کہ پبلک کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کے لئے آئینی جد و جہد شروع کر دیں۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں۔ جب تک حکومت انصاف اور عدل کے آگے ہتھیار نہ ڈال دے۔ اور جبر و تشدد سے دست بردار نہ ہو جائے ؎

معاہدۂ صلح کی مسلمانانِ کشمیر کی طرف سے پابندی

مسلمانانِ کشمیر نے باوجود عارضی سمجھوتہ کو اپنے لئے کئی لحاظ سے نقصان رساں سمجھتے ہوئے اپنے نمائندوں کے معاہدہ کی اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ پابندی کی ہے کہ نہایت متعصب اور مسلمانانِ کشمیر کے بدترین دشمن ہندو اخبارات کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ گورو گھنٹال (۲۶ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"مسلمانانِ جموں و کشمیر نے موجودہ ایجی ٹیشن کو بند کر کے کمال دانشمندی اور تدبر کا ثبوت دیا ہے۔"

اخبار "ملاپ" (۲۔ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"جو شورش کشمیری مسلمانوں نے شروع کی تھی۔ اسے قطعی طور پر بند کر دیا ہے۔"

یہ ان اخبارات کے بیانات ہیں۔ جنہوں نے مسلمانانِ کشمیر کی مخالفت اور ریاست کی حمایت میں کسی ناجائز سے ناجائز فعل سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان حالات میں اگر عارضی سمجھوتہ قائم نہ رہا۔ تو اس کی ساری ذمہ داری ریاستی حکومت اور ہندوؤں پر عائد ہو گی ؎

پنجاب میں میعادِ قرضہ بڑھانے کی تجویز

پنجاب گورنمنٹ نے ایک خاص چٹھی کے ذریعہ تمام ڈپٹی کمشنروں اور دوسرے معزز اصحاب سے دریافت کیا ہے۔ کہ آیا قرضہ جات کی میعاد بجائے تین سال کے چار یا پانچ سال کر دی جائے۔ چٹھی میں لکھا ہے۔ بعض لوگوں نے گورنمنٹ کے سامنے یہ خیال پیش کیا ہے۔ کہ اس توسیعِ میعاد سے قرضخواہ اور مقروض دونوں کو فائدہ ہو گا۔ اور آج کل جو اقتصادی مشکلات زمینداروں اور ساہوکاروں دونوں کو پریشان کر رہی ہیں۔ ان میں کچھ کمی ہو جائے گی ؎

معلوم نہیں۔ وہ کون لوگ ہیں۔ جنہوں نے گورنمنٹ کے سامنے یہ خیال پیش کیا ہے۔ کہ قرضہ کی میعاد میں توسیع کر دینے سے قرضخواہ اور مقروض دونوں کو فائدہ ہو گا۔ اور کس بنا پر گورنمنٹ کو اس میں معقولیت کا کوئی شائبہ نظر آیا۔ کہ اس نے اظہارِ رائے کے لئے اسے پیش کر دیا۔ سچ تو یہ ہے۔ یہ بالکل واضح بات ہے۔ کہ جو بات قرضخواہ کے لئے مفید ہو۔ وہ مقروض کے لئے یقیناً نقصان رساں ہو گی۔ اس تجویز کے رُو سے مقروض کے لئے تو بڑے سے بڑا فائدہ یہی بتایا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ اقتصادی مشکلات میں اس سے قرض کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔ لیکن اس وجہ سے اسے جو نقصان پہونچیگا۔ وہ یہ ہو گا کہ ساہوکار سود خوب بڑھالے گا۔ اور اس وسیع شدہ میعاد کو اپنے معروف ہتکھنڈوں سے مقروض کی مزید تخریب میں صرف کریگا۔ اول تو اس بات کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ کہ توسیع شدہ میعاد کے ختم ہونے پر زمینداروں کی اقتصادی مشکلات دور ہو چکی ہونگی۔ لیکن اگر موجودہ حالات کے مقابلہ میں ان میں کوئی فرق بھی پڑ جائے۔ تو اس کی نسبت قرضخواہ اپنی رقم میں بہت زیادہ اضافہ کر چکا ہو گا۔ اور اس طرح زمیندار کے لئے آج سے بھی زیادہ مشکلات پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا۔ اس وقت تو قرضخواہ کو یہ فکر ہے۔ کہ دعوےٰ کر کے ڈگری کرا لے گا تو وصول کیا کر لیگا۔ ایسی حالت میں امکان ہے۔ کہ وہ سود در سود کی عیاریوں سے بہت بڑھی ہوئی رقم کو گھٹا کر اصل یا اس سے بھی کچھ کم پر فیصلہ کرے۔ لیکن میعاد بڑھا دینے سے اسے اس طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہ رہے گی۔ پس قرض کی میعاد بڑھانا مقروض کے لئے کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔ بلکہ تباہ کن ہے۔ ہاں قرضخواہ کو اس میں فائدہ ہے ؎

حکومت اگر مقروضوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہے۔ اور اُسے ضرور کرنا چاہئے۔ تو وہ شرح سود کی حد بندی کر دے۔ اور وہ قرضے جن میں اصل کے مقابلہ میں بہت زیادہ سود شامل ہے۔ ان میں سے سود کی رقم اڑا دے۔ ہاں اگر سود کے اضافہ کو روک کر قرض کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔ تو یہ بھی ایک مفید صورت ہے ؎

بچّے کی نعش پکا کر کھانے والا سادھو

ہندو دھرم کے پیرو یُوں تو بڑے بڑے دعوے کرتے۔ اور ساری دُنیا کو ویدک دھرم پر چلنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ اس مذہب کی حقیقت ان میں سے بھی کسی پر آج تک نہیں کھلی۔ اور نہ وہ کسی کو بتا سکتے ہیں۔ کہ ہندو دھرم ہے کیا چیز؟۔ عقائد اور اعمال میں ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا اختلاف رکھنے والے سب ہندو دھرم کے پیرو کہلاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جو چیز ایک کے نزدیک ہندو دھرم کے سخت خلاف ہے۔ وہی دوسرے کے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی مثال ایک حال کے واقعہ سے پیش کی جاتی ہے ؎

عام طور پر ہندو گوشت کے سخت خلاف ہیں۔ اور اپنے دھرم کے رُو سے اس کی سخت ممانعت بیان کرتے ہیں۔ لیکن کھلنا کے ایک سادھو نے ایک مقامی برہمن جگر اچاریہ کی معیت میں رات کے وقت ایک ۲۔ سالہ بچے کی نعش قبر سے اکھاڑی۔ اور اسے پکا کر کھا لیا۔ جب ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ تو سادھو نے کھلم کھلا اس فعل کے ارتکاب کا اقرار کرتے ہوئے کہا:۔

"میں نے نعش کو قبر سے نکالا۔ اسے پکایا۔ اور اس کا کچھ حصہ کھایا۔ کیونکہ ایسا کرنا میرا مذہبی فرض تھا۔"

یہ اس دھرم کے کسی عام انسان کا نہیں۔ بلکہ سادھو بابا کا جو اسی دھرم کی خاطر دنیا کو لات مار کر گنگا دھلیشوری ندی کے کنارے ایک آشرم میں مقیم ہے۔ بیان ہے۔ کیا وہ دھرم جس کے پیرو ایک طرف گوشت خوری کو سخت پاپ قرار دیتے ہوں۔ اور دوسری طرف ان کے تارک الدنیا سادھو انسان کے بچہ کی لاش قبر سے نکال کر اور اسے مرچ مصالحے کے ساتھ پکا کر کھانا اپنا مذہبی فرض بتاتے ہوں اس کے سر پیر کا کوئی پتہ لگا سکتا ہے ؎

کرشن جی پر چوری کا الزام

یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ جتنے انسانوں کو لوگوں نے انسانیت کے درجہ سے اٹھا کر الوہیت کے مرتبہ پر بٹھانے کی کوشش کی۔ ان کی طرف وہ خود ہی ایسے ایسے واقعات منسوب کرتے ہیں۔ جو عام انسانوں کے لئے بھی جائز نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ چنانچہ ہندو صاحبان حضرت کرشن کو جو اپنے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مصلح بنا کر بھیجے گئے تھے جہاں ایشور اوتار۔ اور ایشوری صفات سے متصف قرار دیتے ہیں وہاں ان کے متعلق ایسی ایسی باتوں کی بھی اشاعت کرتے رہتے ہیں جو ان کی شان کے لئے نہایت ہی بدنما دھبہ ہیں۔ گوپیوں سے مذاق کی وہ تصویر جو بازاروں میں چار چار پیسے کو بکتی ہے۔ ہمارے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کرتی ہے۔ مگر جو لوگ اس کی اشاعت پر شرم و ندامت محسوس کرتے ہیں وہ بھی کرشن جی پر چوری کا الزام لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" نے حال میں جو کرشن ایڈیشن شائع کیا ہے۔ اس میں حضرت کرشن کے متعلق "دیپ خطرت نگار جناب سدرشن" کے قلم سے نکلے ہوئے حسبِ ذیل الفاظ شائع کئے گئے ہیں:۔

"وہ اپنے گوالے دوستوں کے ساتھ مل کر گوپیوں کا دہی اور مکھن چرایا کرتے تھے۔"

معلوم نہیں۔ دہی اور مکھن اٹھانے کا اس میں کونسی خوبی کا تعلق ہے۔ جس کے اظہار کے لئے اس کا ذکر کیا گیا۔ ہاں یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ایسے لوگ خوبی اور برائی میں تمیز کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اور ایسے ہی انسانوں کو الوہیت کا عہدہ دینے کیلئے کوشش کر رہے ہیں ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ سے ملنے کی حسرت نہیں بلکہ ارادہ پیدا کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۴ ستمبر ۱۹۳۱ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دنیا میں یہ سوال عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ

کیا خدا تعالیٰ مل سکتا ہے؟

یہ قدرتی امر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص دہریہ نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہو۔ تو اس کے دل میں اس قسم کا سوال کبھی نہ کبھی پیدا ہو۔ دیکھ لو دنیا کی اچھی چیزوں کے دیکھنے کی خواہش ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً لوگ خواہش کرتے ہیں کہ ہم فلاں اچھی عمارت دیکھیں۔ یا میدانی علاقوں میں رہنے والے کہا کرتے ہیں۔ اگر ہمیں موقعہ ملے تو پہاڑوں کی سیر کریں۔ یا پہاڑوں میں رہنے والے خواہش کرتے ہیں۔ کہ ہم میدانی شہروں کو دیکھیں۔ یا خشکی کے رہنے والے کہتے ہیں۔ ہم سمندروں کی سیر کریں۔ یا سمندروں میں رہنے والے بسا اوقات آرزو کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں چھٹی ملے۔ تو ہم خشکی کے لطف اٹھائیں اسی طرح

لاکھوں اور کروڑوں چیزیں

ہیں۔ جن کی انسان خواہش کرتا ہے۔ اور خصوصاً ایسی چیزوں کی جن کی نسبت اسے خیال ہوتا ہے۔ کہ ان کے ملنے میں مشکلات ہیں۔ حتیٰ کہ ہر انسان

دوسرے انسان کی کیفیت

کو جو کہ اس پر مخفی ہوتی ہے۔ حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ امراء خیال کرتے ہیں۔ غریب بڑے مزے میں ہیں۔ انہیں کسی قسم کا غم و فکر نہیں۔ نہ انہیں چور کا ڈر ہے۔ نہ ڈاکے کا خوف۔ اور نہ گورنمنٹ کے ٹیکسوں سے ہراساں۔ پھر ان کی صحتیں کیسی اچھی ہوتی ہیں۔ کیسے محنتی اور مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے گھروں میں خوش رہتے ہیں۔ لیکن اگر غریبوں سے پوچھو۔ تو وہ کہیں گے ہماری بھی کوئی زندگی ہے۔ جیسے جانور ہیں۔ ویسے ہی ہم ہیں۔ بلکہ جانوروں کا بھی ان کے مالک کچھ نہ کچھ خیال رکھتے ہیں۔ مگر ہمیں تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ زندگی ہے۔ تو امیروں کی ہر وقت ان کی خدمت کے لئے نوکر چاکر حاضر رہتے ہیں۔ سارا دن آرام سے گزارتے اور جس چیز کو دل چاہا حاصل کر لیتے ہیں۔ غرض امیر کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ غریب کی حالت مجھ سے بہتر ہے۔ اور غریب کہتا ہے۔ امیر مجھ سے اچھا ہے۔ یہ دونوں اپنی جگہ

ایک دوسرے پر رشک

کرتے۔ اور حسد کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ غرض جو چیز انسان کو نہ ملی ہو۔ اور اسے امید ہو کہ وہ مل سکتی ہے۔ اس کی ضرور خواہش کرتا ہے۔ جب ہر چیز حتیٰ کہ ادنیٰ چیزوں کی خواہش بھی انسان کے دل میں پائی جاتی ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ ایک شخص خدا پر ایمان لائے۔ اور اس کے دل میں کبھی یہ تڑپ پیدا نہ ہو۔ کہ

میرا خدا مجھے مل جائے

شاعر جسے انسانوں کی ذہنیت کے باریک احساسات کے سمجھنے کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کی نسبت لوگوں کو بھی یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ انسان کے باریک در باریک احساسات محسوس کرتا ہے۔ وہ کبھی انتہائی جوش میں ایک جنگلی ہرن کو دیکھتا اور اس پر رشک کرتا ہے۔ کبھی اڑنے والی چڑیوں کو دیکھتا۔ اور ان کو اپنے سے بہتر قرار دیتا ہے۔ کبھی پھول کو مخاطب کرتا۔ اور اسے کہتا ہے۔ تو کیسے آرام میں ہے۔ پھر کبھی تیتریوں کو دیکھ کر ان سے باتیں کرنے لگ جاتا۔ اور کہتا ہے۔ تم مجھ سے اچھی ہو۔ غرض

انسانی دماغ کی کھلی کتاب

کو پڑھنے والا شاعر۔ تیتریوں۔ بلبلوں۔ کونپلوں۔ پھول کی پنکھڑیوں اور گھاس کی پتیوں پر نظر ڈال کر اپنے آپ کو ان سے ادنیٰ قرار دیتا۔ اور ان پر رشک کرتا ہے۔ جب اشرف المخلوقات انسان ان چیزوں پر رشک کرتا ہے۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ ایک انسان خدا پر ایمان لائے۔ اور اس کے دل میں اس کے ملنے کی خواہش نہ پیدا ہو۔ اگر گھاس کی پتی اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ اگر ہرن کا کلیلیں بھرنا اس کی توجہ کو کھینچ سکتا ہے۔ اگر بلبل کا نغمہ اس کی توجہ کو کھینچ سکتا ہے۔ اگر کوئل کی کو کو اس کی توجہ کو کھینچ سکتی ہے۔ اگر نسیم کے جھونکے اس کی توجہ کو کھینچ سکتے ہیں۔ تو

خدائے واحد

اس کی توجہ کو کیوں کھینچ نہیں سکتا۔ اور کیوں اس کے دل میں ایک حسرت انگیز خواہش پیدا نہیں ہوگی۔ کہ کاش میں خدا سے ملوں۔ پس اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ خواہش انسان کے دل میں ضرور پیدا ہوتی ہے۔ مگر جہاں انسان کے اندر یہ ایک مرض ہے۔ کہ وہ ہر چیز کی خواہش کرتا ہے۔ وہاں اس کے اندر ایک یہ بھی مرض پایا جاتا ہے۔ کہ وہ

دوسرے کی برتری

کو قبول نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ سمجھتا ہے۔ جو کچھ میں جانتا ہوں۔ وہ دوسرا نہیں جانتا۔ بڑے سے بڑا عقلمند جس نے اپنی زندگی ایک کام کے سمجھنے اور اسکی عمیق تہ تک پہنچنے میں صرف کر دی ہو جس وقت اپنا تجربہ بیان کر رہا ہوگا۔ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اس پر اعتراض کر دے گا۔ اور کہے گا یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔ یہ خواہش بھی اگرچہ بری نہیں۔ مگر ہر جگہ اس کا استعمال برا ہوتا ہے۔ یہ خواہش ہر انسان میں خدا نے اس لئے پیدا کی ہے۔ کہ تا

بندے اور خدا کے درمیان

کوئی دوسرا واسطہ نہ ہو۔ وہ چاہتا ہے۔ میں خود انسان کا معلم بنوں۔ علّم اٰدم الاسماء کلّھا اس نے سارے اسماء آدم کو خود سکھلائے۔ پس وہ ذات جس نے آدم کو تمام اسماء سکھائے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ آدم کی اولاد کو وہ نہ سکھائے۔

الرّحمٰن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علّمہ البیان

خدا ہی انسان کو بیان سکھاتا ہے۔ اور تمام تشریحات و توضیحات خدا ہی کی طرف سے آئی۔ اور وہی انسان کی رہبری کرتی ہیں پس یہی

معرفت کا علم

اللہ تعالیٰ خود سکھاتا ہے۔ چنانچہ ہر چیز کے اندر اس نے اپنے علوم نقش کر دئے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الّذی علّم بالقلم۔ کوئی چیز ایسی نہیں۔ جسکے اندر اس نے اپنے روحانی علوم نقش نہ کر دیئے ہوں۔ کیونکہ وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی شخص یہ کہے۔ کہ مجھے خدا تک فلاں بندے نے پہنچایا ٭

پس چونکہ یہ بات خدا برداشت نہیں کرتا۔ اس لئے ہر انسان

کی طرف وہ اپنا ہاتھ خود بڑھاتا ہے اور اسے خود اپنے حضور درجات عطا کرتا ہے پس انسان کو دوسرے انسان سے مستغنی اور آزاد کرنے کے لئے ہر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش رکھی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ مجھے دوسروں سے سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود براہ راست سیکھوں گا۔ مگر بعض لوگ اس کے

غلط معنے

سمجھ لیتے ہیں۔ اور وہ بغیر سیکھے کے اپنے آپ کو سیکھا ہوا سمجھ لیتے ہیں اور اسطرح اپنے آپ کو سیکھا ہوا سمجھ لینا صحیح نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو یہ تو حق دیا ہے۔ کہ وہ سیکھ کر اپنے آپ کو دوسروں سے مستغنی سمجھے۔ مگر یہ حق نہیں دیا۔ کہ وہ بغیر سیکھے اپنے آپ کو سیکھا ہوا سمجھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ جس چیز کا تمہیں علم نہیں۔ وہ بات مت کہو۔ مگر باوجود اس کے کہ

دنیا کے ابتدائی دور

میں جو رسول آیا۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لا تقف ما لیس لک بہ علم کا حکم دیا یعنے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعے فرمایا۔ کہ جس بات کا علم نہ ہو۔ مت کہو۔ مگر اب تک انسان نے اس عادت کو نہیں بدلا۔ اب بھی وہ یہی چاہتا ہے کہ دوسرے کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو تحقیر سے نظر انداز کر دوں پس نقص یہ ہے۔ کہ انسان

راہ نمائی کے محتاج

ہوتے ہوئے دوسروں کی راہ نمائی قبول نہیں کرتے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا بندہ ترقی کرتے کرتے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ میں اس کا ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ تو اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ میں اس بندہ کا ہاتھ اپنے دوسرے بندوں کی طرف بڑھاتا ہوں۔ اور وہ میرا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ جو لوگ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ دراصل خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ جس شخص کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت حاصل ہوئی اسے آپ نے ہدایت دی۔ بلکہ اسے دراصل خدا نے خود ہدایت دی۔ کیونکہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اور چونکہ خدا کا ہاتھ مادی ہاتھ نہیں۔ اس لئے وہ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ ضرور قرار دیتا ہے اور چونکہ خدا کی زبان مادی زبان نہیں۔ اس لئے وہ کسی بندے کی زبان کو اپنی زبان قرار دیتا ہے۔ اور چونکہ اس کے پاؤں مادی پاؤں نہیں۔ اس لئے وہ اپنے کسی بندے کے پاؤں کو اپنا پاؤں قرار دیتا ہے۔ پس جب وہ بندے جن کے ہاتھ کو خدا اپنا ہاتھ۔ جن کے پاؤں کو خدا اپنا پاؤں اور جن کی زبان کو خدا اپنی زبان قرار دیتا ہے کسی کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو وہ خود نہیں دیکھتے بلکہ خدا دیکھتا ہے۔ اور جب وہ کسی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ تو دراصل خدا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا رہا ہوتا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں بندے کے ذریعے مجھے ہدایت دی۔ بلکہ ہدایت دینے والا خدا ہی ہوتا ہے۔ پس یہ خواہش جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ کہ میرا خدا مجھے مل جائے۔ اگر اس کے نتیجہ میں وہ صحیح طور پر ان ہاتھوں کو پکڑ لے۔ جو خدا کی طرف سے اس کی طرف بڑھتے ہیں۔ اور اس زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو مان لے۔ جو خدا کے حکم کے ماتحت چلتی ہے۔ تو یقیناً وہ ہدایت حاصل کرے۔ اور خدا کو بھی پالے۔ مگر بندہ بجائے اس کے کہ ان ہاتھوں کو پکڑ لے۔ اور اس زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو مانے محض ایک حسرت اپنے دل میں پیدا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ کاش مجھے خدا مل جائے۔

ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے۔ اس کی زندگی کے حالات پر اگر نظر کی جائے۔ بارہا اس کے دل میں یہ خواہش اٹھتی معلوم ہوگی۔ کہ کاش مجھے خدا مل جائے۔ ہندو، عیسائی، سکھ، غرض کسی مذہب کا انسان ہو۔ اگر اس کے تمام حالاتِ زندگی کی ایک کتاب لکھی ہوئی ہو۔ تو اس کے پڑھنے سے نظر آ جائے۔ کہ ہر ایسے شخص کے دل میں جو خدا کا ماننے والا ہو۔ بسا اوقات یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کاش مجھے خدا مل جاتا۔ مگر پھر

کتنے لوگ ہیں جنہیں خدا مل جاتا ہے

آخر تو خدا کو سارے ہی مل جائیں گے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ جو میرے بندوں میں داخل ہوا۔ وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اور چونکہ سب کو خدا نے اپنا بندہ ہی قرار دیا ہے۔ تو آخر کار سب بندے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اس طرح انہیں خدا مل جائیگا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ

مرنے سے پہلے

کتنے لوگ ہیں جنہیں خدا مل جاتا ہے۔ مختلف زمانوں میں ایسے لوگوں کی مختلف نسبتیں رہی ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں۔ کہ

خدا کو ملنے والے

بہ نسبت ان لوگوں کے جنہیں خدا کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ ہمیشہ کم ہوتے ہیں۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں خدا سے ملنے کا سچا ارادہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ خیال جو لوگوں کے دلوں میں خدا سے ملنے کا پیدا ہوتا ہے بطور حسرت کے پیدا ہوتا ہے بطور ارادہ کے پیدا نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کو ٹٹولو اور سوچو کہ کیا خدا سے ملنے کا تمہارے دلوں میں اس طرح خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آج سے ہم خدا کو حاصل کر کے رہینگے۔ یا یوں پیدا ہوتا ہے۔ کہ تم کہتے ہو۔ ہمیں خدا مجھے مل جائے۔ ہائے خدا مجھے مل جائے یہ کہنا کہ ہائے خدا مجھے مل جاتا۔ یہ ارادہ نہیں بلکہ حسرت ہے۔ اور حسرت ہمیشہ بطور عذاب کے ہوتی ہے۔ بطور رہنما کے کام نہیں کرتی۔ پس ایسے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے ملنے کی خواہش بطور ارادہ کے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ حسرت کے رنگ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور حسرت ہمیشہ ماضی کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ اگر ہم کسی سے ملنا چاہیں۔ اور وہ ہمیں اب تک نہ ملا ہو۔ تو وہ شخص مستقبل میں ہمیں مل سکتا ہے۔ اور آج اگر حاصل نہیں۔ تو آنے والے کل میں حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر آنے والے کل کے متعلق ہمارے دل میں حسرت پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ ملنے کا ارادہ پیدا ہوگا۔ مگر ہمارا یہ کہنا۔ کہ کاش مجھے فلاں مل جاتا۔ یہ چونکہ گزشتہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے یہ ارادہ کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ حسرت کے رنگ میں دل میں خیال اٹھتا ہے۔ ورنہ اگر یہ یقین ہو کہ وہ اب بھی مل سکتا ہے۔ تو حسرت کی کیا ضرورت ہے۔ انسان کہے گا۔ آج اگر فلاں شخص نہیں ملا۔ تو نہ سہی۔ کل مل جائیگا۔ پس لوگوں کے دلوں میں خدا سے ملنے کی خواہش تو ہوتی ہے۔ مگر وہ

حسرت کے رنگ میں

ہوتی ہے۔ ارادہ کے رنگ میں نہیں ہوتی۔ اگر ارادے کے ساتھ ایسی خواہش ان کے دل میں پیدا ہوتی۔ تو یقیناً اس کے لئے وہ تیاری اور کوشش بھی کرتے۔ ایک شخص جو یہ کہتا ہے۔ کل میری فلاں چیز ضائع ہو گئی۔ وہ اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ وہ چیز اب مجھے نہیں مل سکتی۔ ہاں اس کی حسرت پیدا ہوتی ہے۔ یا اسی طرح جو لوگ اپنے فوت شدہ والدین کو یاد کرتے ہیں۔ وہ ان سے ملنے کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ کیونکہ جانتے ہیں وہ نہیں مل سکتے۔ اسی وجہ سے ان کا کام حسرت اور افسوس کرنا ہوتا ہے۔ لیکن جس کے ہاں اولاد نہ ہو۔ چونکہ اسے امید ہوتی ہے کہ بچہ پیدا ہو جائے۔ اس لئے وہ خود دعائیں کرتا۔ اور دوسروں سے کراتا ہے۔ نیز علاج معالجہ بھی کرتا ہے۔ تو مستقبل کے لئے کوشش کی جاتی ہیں۔ اور ماضی کے متعلق حسرت ہوتی ہے۔ اگر اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگ بجائے یہ حسرت پیدا کرنے کے کہ کاش خدا مل جاتا۔ ارادہ کریں۔ کہ ہم خدا کو مل کر رہیں گے۔ اور اس کے لئے کوشش اور سعی کریں۔ تو انہیں ضرور خدا مل جائے۔ کیونکہ انہیں خیال پیدا ہوگا۔ کہ جب ہم خدا سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اس کے لئے تیاری بھی کرنی چاہیئے۔ اور جب وہ اس پر غور کرتے تو انہیں کچھ نہ کچھ باتیں اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ضرور سوجھ جاتیں۔ اور جب انسان ارادہ کر کے اپنا ایک قدم اٹھاتا ہے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ دوسرا قدم اٹھانے کی بھی توفیق دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قدم اٹھاتے اٹھاتے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ جو

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مقام

ہے۔

پس میں ان لوگوں کو جو

خدا تعالےٰ سے ملنے کی آرزو

رکھتے ہوں۔ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے دلوں سے حسرت نکال دو۔ اگر حسرتوں میں ہی مبتلا رہے۔ تو خدا چھوڑ اس کے فرشتے بھی نہیں مل سکیں گے۔ بلکہ فرشتے چھوڑ۔ ان کے آثار بھی تمہیں دکھائی نہیں دے سکیں گے۔ خدا سے ملنے کا

ایک ہی ذریعہ

ہے۔ اور وہ یہ کہ بجائے افسوس کرنے کے کہ ہائے ہمیں خدا نہیں ملا ارادہ کرو۔ کہ ہم ضرور خدا تعالیٰ سے مل کر رہیں گے۔ پھر دیکھ لو۔ چند ہی دنوں کے اندر اندر کس طرح تمہارے نفس کے اندر تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ خود بخود دل ایسی تدبیریں سوجھائیگا جو اللہ تعالےٰ کے قرب کے لئے ضروری ہوں گی۔ خود بخود وہ امنگ اور ہمت پیدا کرے گا۔ اور محنت سے کام کرنے کا جوش پیدا ہوگا پھر اس کے نتیجہ میں انسان ایسے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ جو اس کی زندگی کا مقصد ہے۔ مگر جب تک حسرتوں میں مبتلا رہو گے۔ اس وقت تک کبھی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حسرت سوائے انسانی ہمت کو پست کرنے اور اس کے استقلال کو کمزور کرنے کے اور کسی کام نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ حسرتیں ہم منافق کے دل میں پیدا کیا کرتے ہیں۔ مومن کے دل میں حسرت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق تو فرمایا لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس کے دل پر خوف اور حزن طاری ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر اس کے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جائے۔ تو وہ کہتا ہے۔ ماضی میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب مجھے مستقبل کے درست کرنے کی فکر کرنی چاہیئے ہزاروں مواقع جو انسان حسرتوں میں گزار دیتا ہے۔ اگر بجائے ان کے بیسیوں منٹ بھی ارادوں میں صرف کر دے۔ تو اس کی حالت میں

عظیم الشان تبدیلی

پیدا ہو جائے۔ اور وہ کہیں کا کہیں پہنچ جائے۔ مگر انسان اپنی زندگی کی قیمتی گھڑیوں کو محض حسرتوں میں گزار کر اپنے ارادے کو کمزور اپنی ہمت کو پست اور اپنے استقلال کو ضعیف کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ سے ملنے کا اپنے دل میں ارادہ پیدا کرو۔ اور یاد رکھو۔ حسرتیں اپنے دل میں کبھی نہ آنے دو۔ کیونکہ یہ

منافقت کی علامت

ہوتی ہے۔ لیکن حسرت سے میری مراد وہ حسرت ہے جو ناکامی پر ہوتی ہے۔ ایک

حسرت خواہش کے رنگ میں

پیدا ہوتی ہے۔ انسان کہتا ہے۔ کاش فلاں میں تبدیلی ہو جائے یہ حسرت بری نہیں۔ بلکہ اچھی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ یحسرۃ علے العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ یہ حسرت ماضی پر غم کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ موجودہ لوگوں کی انگیخت اور ان میں بیداری پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مخالفت کرنے والے کیوں تباہ ہوئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے لوگ عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ پس اس حسرت کا حال یا استقبال پر کوئی ناگوار اثر نہیں پڑتا۔ اور جو اس نیت کے ساتھ حسرت ہو۔ کہ کاش لوگ دین کی طرف متوجہ ہوں۔ وہ ہمت کو بڑھانیوالی ہوتی ہے۔ نہ کہ پست کرنے والی۔ ان دونوں قسم کی حسرتوں کے اگرچہ الفاظ مشترک ہیں۔ مگر ان کے

معنوں میں اختلاف

ہے۔ بعض دفعہ ایک ہی لفظ ہوتا ہے۔ مگر معانی کے اختلاف کی وجہ سے مفہوم بالکل بدل جاتا ہے۔ مثلاً درد کا لفظ ہے ایک شخص کہتا ہے میرے دل میں قوم کا درد ہے۔ مگر دوسرا کہہ رہا ہوتا ہے۔ آج میرے پیٹ میں درد ہے۔ اب کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو ان دونوں دردوں کا ایک ہی مفہوم لے بلکہ وہ شخص جو یہ کہے۔ کہ میرے دل میں

قوم کا درد

ہے۔ ہمارے دلوں میں اس کے متعلق ادب اور احترام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کہے۔ کہ میرے پیٹ میں درد ہے اس کے متعلق ہمارے دلوں میں رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ پس اگرچہ

حروف کے لحاظ

سے درد کا لفظ ایک ہی ہے۔ مگر ایک درد کے ماتحت ہم ایک کی عزت کرتے۔ اور اس کا ادب اور احترام کرتے ہیں۔ اور دوسرے کی حالت پر رحم کرتے ہیں۔ قومی درد والے کے ہم محتاج ہوتے ہیں۔ مگر پیٹ کے درد والا ہمارا محتاج ہوتا ہے۔ پس ایسی حسرت جو ماضی پر ہو۔ وہ بری ہوتی ہے۔ لیکن جو تحریک پیدا کرنے کے لئے ہو۔ وہ نہ صرف اچھی ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکت کے نزول کی موجب بنتی ہے۔

غرض ترقی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی

زندگی کے ایّام

حسرتوں میں نہ گزر جائیں۔ کیونکہ حسرتیں کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ بلکہ ارادوں اور ان کی تکمیل میں گزاریں۔ کیونکہ وہ جو ارادے کرتے ہیں۔ وہی آگے کی طرف اپنا قدم بڑھایا کرتے ہیں ؎

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبولیت دعا کا تازہ نشان

چند دن ہوئے بنگال کے ایک نوجوان عبد الحفیظ صاحب دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان میں آئے۔ وہ اپنے خاندان میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ اور ان کے دوسرے بھائی ان کے سخت مخالف تھے۔ یہاں آنے کے بعد ان کے بڑے بھائی خوندکار عبد الرب صاحب ساکن کلنا پٹ ضلع ہوگلی نے خط لکھا۔ کہ میں ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہوں۔ تم اپنے حضرت صاحب سے دعا کراؤ کہ میں اس مصیبت سے نجات پا جاؤں۔ اگر مجھے نجات حاصل ہو گئی تو میں جماعت احمدیہ میں داخل ہو جاؤنگا۔ عبد الحفیظ صاحب نے ان کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے دعا کی درخواست کی۔ اور حضور نے تسلی دلائی۔ اس کی اطلاع انہوں نے اپنے بھائی کو بھیج دی۔ اب ان کی طرف سے خط آیا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں ۔

I have been safe from the trouble by the grace of Allah and the Dowa of Hazoor (His Holiness) & accepted the Ahmadia on the very moment when I was safe from the trouble.

میں خدا کے فضل اور حضرت صاحب کی دعا سے مصیبت سے بچ گیا ہوں اور میں نے اسی وقت احمدیت قبول کر لی۔ جس وقت کہ مجھے اس مصیبت سے نجات حاصل ہوئی۔ خدا تعالیٰ ہمارے اس بھائی کو استقامت عطا فرمائے۔ اور احمدیت کی برکات سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق بخشے ؎

قبولیت دعا ایک ایسا نشان ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول کا ایسا ثبوت ملتا ہے جس کے متعلق کسی مسلمان کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور اس زمانہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت کے جس قدر ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائے ہیں۔ ان میں سے قبولیت دعا بہت بڑا نشان ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ بار بار تازہ ہو کر جماعت احمدیہ کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنتا رہتا ہے ؎

اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے متبع بتاتے ہیں یہ حالت ہے۔ کہ دعا کی قبولیت سے سخت ناامید ہوتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حال میں ان کے ایک شخص نے اپنے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کو لکھا ہے۔ طبیعت مدت کی وجہ سے کوئی ایسا مامن ڈھونڈتی رہی ہے۔ جو منزل تک پہنچا دے۔ اور یہ چند روزہ زیست خدا کے لئے ہی ہو رہے۔ اپنے طور پر بہت تکلیف کے ساتھ تبلیغ کا کام سر انجام دیتا رہا ہوں۔ لیکن اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے دعائیں مستجاب نہیں ہوتی ہیں۔ خیال آتا ہے۔ کہ دنیا کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤں" (پیغام ۳ ستمبر) جن لوگوں کو احمدی کہلا کر اور اپنی طرف سے پوری جدوجہد کرنے کے باوجود نہ تو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اور

مذاہب غیر

ہندوؤں کے مقاماتِ مقدسہ

گیا کے حالات

اس عنوان کے ماتحت دو تین مضامین گزشتہ پرچوں میں لکھے جا چکے ہیں۔ "آریہ گزٹ" کے نامہ نگار کی طرف سے اس "یاترا ٹرین" کے حالات کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ لیکن بعض حصوں میں وہ چونکہ صرف ایسی باتوں میں ہی الجھ کر رہ جاتا ہے۔ جو عام دلچسپی سے تعلق نہیں رکھتیں اس لئے ہم بھی اس دلچسپ مضمون کا تسلسل قائم نہیں رکھ سکے۔ گزشتہ مضامین میں مندرج "تیرتھوں کی یاترا" کے بعد یہ گاڑی گیا کے مقام پر پہنچی۔ جو ہندوؤں کے لئے ایک واجب التعظیم مقام صوبہ بہار و اڑیسہ میں پھلگو ندی کے کنارے واقع ہے۔

گیا میں داخلے کے لئے ضروری مراسم

ہندوؤں کے ہاں ایک عجیب و غریب مذہبی رسم یہ ہے کہ جب کسی کا کوئی قریبی رشتہ دار یا عزیز فوت ہو جاتا ہے۔ تو وہ سر داڑھی اور مونچھیں سب کا یکدم صفایا کرا دیتا ہے۔ اسے "بھدر کرانا" کہا جاتا ہے۔ گیا کے مقام پر پہنچکر ہر ہندو کا یہ فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ بھدر کرا ڈالے اگر ماضی قریب میں کسی کا کوئی عزیز فوت ہو چکا ہو۔ تو بہا۔ وگرنہ اپنی یاد داشت پر زور ڈالکر کسی پرانی موت کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے ہی سر اور داڑھی مونچھ کے بال منڈوا ڈالے۔ کیونکہ وہاں جا کر ایسا نہ کرنا نہایت معیوب بلکہ لامذہبی کی علامت شمار کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے قریباً دو سو آدمیوں میں سے جو اس یاترا ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے بھدر نہ کرایا ہو۔ وگرنہ سب نے اس رسم کی پابندی ضروری سمجھی۔

مراسم کی تکلیف دہ ادائیگی

بھدر کرانے اور پنڈ بھرانے کا کورس بھی نہایت تکلیف دہ۔ پریشان کن اور مہنگا ہونے کے علاوہ حفظان صحت کے لحاظ سے بھی نہایت مضر ہوتا ہے۔ ان رسوم کی ادائیگی کے لئے کوئی مقررہ نرخ نہیں "پنڈے" اسامی کی جہالت یا واقفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب معاوضہ وصول کر لیتے ہیں۔ یہ رسوم قریباً آٹھ گھنٹہ میں تکمیل پذیر ہوتی ہیں۔ اس دوران میں پنڈے یاتری کو موسم اور وقت کا لحاظ کئے بغیر گیلی دھوتی میں ہی مختلف مقامات پر لئے لئے پھرتے ہیں۔ گیا کے نزدیک ہی پہاڑ کی چوٹیوں پر بعض استھان ہیں۔ مثلاً رام سلا۔ پربت سلا۔ اور برہم یونی وغیرہ وغیرہ اور پنڈ بھرانے کے لئے بے چارے یاتریوں کو ان تمام مقامات پر جانا پڑتا ہے۔ اور اس تمام ہیرا پھیری میں کم از کم بیس میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس سفر کے علاوہ رام سلا کے استھان پر پہنچنے کے لئے ۳۶۰۔ پربت سلا تک پہنچنے کے لئے ۹۶۳۔ اور برہم یونی تک پہنچنے کے لئے ۱۰۴ سیڑھیاں چڑھنی ہوتی ہیں۔ مردوں کو تو خیر چھوڑیئے۔ ان مستورات کی مصیبت کا اندازہ کیجئے۔ جن کو بدقسمتی سے گیا کی یاترا کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ آریہ گزٹ کے نامہ نگار صاحب حیران ہیں۔ کہ

"آواگون کو ماننے والے ہندو گیا پہنچکر سالہا سال سے مرے ہوئے اپنے کسی ہمدمی کی آتما کو زینت کرنے کے لئے پنڈ بھروا کر اور دوسرے طریقہ سے درآجا دیا میں دھن صرف کرنے والے پنڈوں کو دان دیگر کیسے اپنے کو اس سدھانت کے انویائیوں میں شمار کر سکتے ہیں۔"

نامہ نگار کی حیرانی اور اس کا جواب

معلوم نہیں۔ ہندو مذہب کے "رکھشک" اور فلاسفر اس سوال کا کیا جواب دیں۔ لیکن ہم تو یہی کہینگے۔ کہ اگر ہندو اپنے مذہب کی جملہ عبادتوں اور ہدایات کے متعلق اس طرح غور و فکر کرنے کی جرأت کرے۔ اور ان کے اندر کوئی حکمت یا بدرجہ اقل معقولیت کی تلاش کی ہی کوشش شروع کرے تو یہ سارے جھگڑے ہی مٹ جائیں۔ اور ایسے تحیر خیز سوالات کی نوبت ہی نہ آئے۔ مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ ہندو بھائی ویدک دھرم میں کوئی ٹھوس خوبی۔ حکمت اور معقولیت ڈھونڈنے کے بجائے اندھا دھند اس کی تقلید ضروری سمجھتے ہیں۔

گیا کے پنڈے اور بھک منگے

گیا کے پنڈے نہایت شان و شوکت کے ساتھ شاہانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کے استھان مقرر ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پنڈے تمام کام کرتے ہیں۔ اور پھر تمام "دان" اکٹھا کر کے بڑے پنڈے کے ہاں پہنچا دیتے ہیں۔ جہاں سے انہیں بطور کمیشن کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے۔ کہ گیا میں بھک منگوں کی اس قدر افراط ہے۔ کہ راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے۔ اور کپڑے صحیح سالم لیکر نکل آنا بڑے معرکے کا کام ہے۔

بدھ گیا

گیا سے ۶ میل کے فاصلہ پر ایک اور قابل دید "استھان" ہے۔ جسے بدھ گیا کہا جاتا ہے۔ وہاں تک پختہ سڑک جاتی ہے۔ اس جگہ راجہ اشوک کے زمانہ کا ایک قابل دید مندر ہے۔ اس مندر کے اندر اس وقت مہاتما بدھ اور ان کے خاندان کے بعض دیگر افراد کی مورتیاں موجود ہیں۔ جنہیں ہزارہا سال کے اندر پیدا ہونے والے تغیرات اور حوادث کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ مندر اس مقام پر واقع ہے۔ جہاں شہزادہ ساکیہ منی (مہاتما بدھ) نے "بودھ پد" یعنی روحانیت حاصل کی تھی۔ ناظرین نے تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ کہ مہاتما بدھ کو ایک پیپل کے درخت کے نیچے "بودھ پد" حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ مندر کے پاس ہی ایک پیپل کا درخت بھی موجود ہے۔ اور وہاں کے رہنے والوں کا بیان ہے۔ کہ اس درخت کی جڑھ اور تنا تو وہی ہے۔ مگر شاخیں پانچویں بار پھوٹی ہیں۔

مندر کی ملکیت

یہ حیرانی کی بات ہے۔ کہ باوجودیکہ مندر بدھوں کا ہے۔ اور ہزاروں سال سے اس کے اندر اس مذہب کی مورتیاں پڑی ہیں۔ لیکن اس پر قبضہ برہمنوں کا ہے۔ اس کے متعلق ایک بڑی جاگیر ہے جس سے قریباً ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی موجودہ مہنت کو ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا بدھ ازم کے مشہور مشنری دھرمپال نے اس مندر کے قبضہ کے متعلق جھگڑا اٹھایا تھا۔ اور مقدمہ بازی تک نوبت پہنچ گئی تھی۔ مگر عدالت نے برہمنوں کے قبضہ کو بحال رکھا۔ اور مقدمہ کا فیصلہ بدھوں کے خلاف صادر کر دیا۔ بدھ ازم سے تعلق رکھنے والے زائرین۔ چین۔ جاپان۔ برہما۔ اور سیلون وغیرہ دور دراز مقامات سے اس مندر کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں جن کی رہائش کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ گیا نے ایک دھرم سالہ تعمیر کر رکھی ہے۔ سب زائر اسی میں ٹھہرتے ہیں۔ اور ان کے مزید آرام و آسائش کے لئے دھرم سالہ کی دو کوٹھڑیوں میں ایک چینی اور ایک برہمی سادھو رکھے گئے ہیں۔

گورو گوبند سنگھ کی جائے پیدائش

گیا سے ایک برانچ لائن پٹنہ کو جاتی ہے۔ جہاں سکھوں کے مشہور گورو گوبند سنگھ جی کی پیدائش ہوئی تھی۔ صوبہ بہار کا صدر مقام ہونے کے لحاظ سے اس شہر کی سرکاری عمارات سے قطع نظر یہاں صرف وہ گوردوارہ قابل دید ہے جو گورو جی کا جنم استھان ہے۔ عقیدتمند سکھوں نے پرانی بوسیدہ عمارت کو سنگ مرمر کی ایک عالیشان عمارت کی شکل دیدی ہے۔ لیکن ابھی تک وہ خاص کوٹھڑی جس میں گورو مہاراج کا جنم ہوا تھا۔ ویسی کی ویسی ہے۔ اور سکھوں کا خیال ہے کہ اسے ویسے ہی رہنے دیا جائیگا۔ اس کوٹھڑی میں گورو صاحب کا جھولا۔ ان کے بعض کپڑے۔ پاؤں کی کھڑاواں اور بعض دیگر اشیاء بھی موجود ہیں۔ جنہیں دور سے تو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے لیکن قریب جاکر دیکھنے کی اجازت باقاعدہ کیس رکھنے والے سکھوں کو ہی ہے۔

تحریک چندہ خاص اور احمدی جماعتوں کے

مخلصانہ کارنامے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک چندہ خاص یعنی ہر ایک احمدی اپنی ایک ایک ماہ کی آمدنی تین ماہ کے اندر چندہ خاص میں ادا کرے۔ جماعتوں میں بھیجے ہوئے ایک عشرہ ہوا ہے۔ اب جماعتوں کی طرف سے اس کے متعلق اطلاعیں آ رہی ہیں۔ کہ اکثر جماعتوں نے کارروائی شروع کر دی ہے۔ اور ہر ایک احمدی سے ایک ایک ماہ کی آمدنی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دوست نہایت شرح صدر سے ایک ایک ماہ کی آمدنی اس چندہ میں دیکر اللہ تعالےٰ کے احسانات کے نیچے اپنی گردنیں جھکا رہے ہیں۔ اور وہ اس بات پر خوش ہو رہے ہیں۔ کہ ان کو حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ایک اور موقع دیا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس چندہ کے لئے احباب اس طرح طیار پائے گئے ہیں۔ جس طرح کہ وہ پہلے سے ہی منتظر تھے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر تمام ان نتائج کو دیکھا جائے۔ جو اس وقت سلسلہ کی تائید سے پیدا ہو رہے ہیں تو واقعی یہ تحریک آبحیات ہے۔

میں بعض احباب کے مخلصانہ کارناموں کو پیش کر کے تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جن دوستوں نے ابھی کم حصہ لیا ہے۔ یا ابھی تک وعدہ نہیں کیا۔ وہ فوراً اس کار خیر میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جماعت قادیان۔ قادیان دارالامان کے کارکنان نے متفقہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنی ایک ایک ماہ کی آمدنی پوری کی پوری یکمشت ادا کر دینگے۔ چنانچہ دفتر محاسب کے تمام عملہ نے اپنی ایک ماہ کی آمدنی خزانہ صدر میں بمد چندہ خاص داخل کر دی ہے۔ دفتر محاسب کا چپراسی مقروض ہے۔ اور میں اس کے حالات سے واقف ہوں۔ اس نے کہا میں یکمشت نہیں دے سکتا۔ تین قسط میں دوں گا۔ پھر کہنے لگا۔ چونکہ یہ مال اللہ کی راہ میں دینا ہے۔ اسی نے دیا ہے۔ اسی کے واسطے خرچ ہونا ہے۔ اور یہی مال ہے۔ جو آئندہ کام آئیگا۔ اس لئے یکمشت ہی دیتا ہوں۔ چنانچہ ۱۸/- روپیہ کی رقم اس نے دیدی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

قادیان کے وہ احباب جو لوکل انجمن کے زیر انتظام ہیں ان کے چندوں کی نسبت مجھے ابھی تک کوئی تفصیلی رپورٹ نہیں ملی۔ اس لئے اس حصہ کو آئندہ پر ملتوی کیا جاتا ہے۔

جماعت لاہور۔ معلوم ہوا ہے۔ تحریک چندہ خاص کے متعلق جماعت لاہور نے خاص توجہ سے کام کیا ہے۔ اور خاص خاص احباب نے وفد کی صورت میں احباب سے وعدے لئے ہیں۔ اور کوشش کی ہے۔ کہ یہ تحریک لاہور میں پورے طور پر خدا کے فضل و کرم سے کامیاب ہو۔ اس کے علاوہ وصولی چندہ کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ لاہور کو چھ بڑے حلقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تا کہ چندہ کے وصول کرنے میں دقت نہ ہو اور کہ تمام احباب کے وعدے حسب منشاء مبارک حضرت اقدس وقت پر وصول ہو جائیں۔ پس ہر ایک بڑی جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے احباب کے وعدے اسی طرح لیں۔ اور پھر وصولی کے لئے خاص اہتمام کریں۔ کیونکہ یہ کام خاص اہتمام اور ایک دوسرے کے تعاون ہی سے سرانجام پا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ جس رنگ کے ساتھ لاہور میں کام کیا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ چندہ خاص کے وعدے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دس ہزار تک پہنچ جائیں گے۔ تفصیلی حالات ابھی نہیں پہنچے جو موصول ہونے پر شائع کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

جماعت فیروزپور۔ ایک معزز دوست کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ جماعت فیروزپور نے چندہ خاص کے متعلق بہت محنت سے کام کیا ہے۔ اور وعدہ لینے میں پوری توجہ صرف کی ہے۔ انجمن کے کارکن چونکہ سب کے سب ملازمت پیشہ ہیں۔ انہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے راتوں کو کام لیا۔ اسکے علاوہ انہوں نے یہ کوشش کی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی سے چندہ خاص اسکے وعدے کے مطابق وصول ہو جائے۔ چنانچہ مجھے ایک دوست نے بتایا۔ کہ اکثر احباب نے چندہ خاص کی پہلی قسط ادا کر دی ہے۔ بلکہ ایک دوست محمود احمد صاحب کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ سے محض بے کار تھے۔ اور نا ہموار نہیں نا اتفاقی کی بھی سخت مشکلات تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنے فضل سے ایک راہ نکالی۔ اور تقریباً ایک ماہ کام کرنے کے بعد ان کو ۲۱/- روپے ملے۔ یہ رقم وہ اپنے گھر لے گئے۔ اور اپنی والدہ کو دی۔ اتنے میں چندہ خاص کے وصول کرنے والے دوست ان کے گھر پہنچے۔ اور ان سے چندہ خاص کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اپنی والدہ سے چندہ خاص کا ذکر کیا۔ والدہ نے کہا کہ۔ اپنے جو ابھی لائے ہو۔ ان میں سے پہلے اللہ کی راہ میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تحریک چندہ خاص پر تیسرا حصہ ادا کر دو۔ چنانچہ انہوں نے سات روپے دیدیئے۔ جزاہم اللہ۔ یہاں کے بھی مفصل حالات ابھی نہیں ملے۔

شیخ غلام احمد صاحب دہلی سے لکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک میں میں دس روپیہ ماہوار چندہ خاص تین ماہ تک دیتا رہوں گا۔ اور اس کے علاوہ تین روپیہ ماہوار اپنی وصیت اور دو روپیہ اپنی اہلیہ کی وصیت کے ادا کروں گا۔ گویا آپ چندہ خاص کے ۳۰/- اور چندہ حصہ وصیت معہ اہلیہ کے ۱۵/- تین ماہ میں ادا کرینگے۔ اس طرح سے بجائے ۱۰۰/- فیصدی چندہ کے ۱۵۰/- فیصدی چندہ خاص شیخ صاحب دینگے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یکمشت دینے والے۔ ذیل میں ان احباب کے نام معہ رقم درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے چندہ خاص میں اپنی ایک ماہ کی آمدنی یکمشت داخل خزانہ کر دی ہے۔ کیونکہ ایسے دوستوں کی مالی قربانی دوسروں کے لئے نمونہ ہو سکتی ہے۔ اس فہرست میں بعض دوست ایسے بھی ہیں۔ جن کے ذمہ قرض بھی ہے۔ لیکن انہوں نے اس وجہ سے کہ حضرت اقدس کا حکم ہے یکمشت ہی ادا کرنا مناسب خیال کیا۔

اس فہرست میں حضرت صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب کا نام بھی ہے۔ انہوں نے اپنی جیب سے ۱۵/- روپیہ داخل فرما کر ان طالب علموں کیلئے جو کہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ نمونہ قائم کیا ہے۔ کہ حضرت کی اس تحریک میں بھی حصہ لینا چاہیئے۔ خصوصاً اس حالت میں جبکہ طالب علم رخصتوں پر اپنے گھروں پر ہیں۔ ان کو ایک ماہ کی آمدنی چندہ خاص میں ادا کرنی چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کالجیٹ دوست چندہ خاص میں ضرور حصہ لیں گے:

(۱) مرزا محمد اشرف صاحب قادیان

(۲) چوہدری برکت علی خان صاحب ؍؍

(۳) خواجہ معین الدین صاحب ؍؍

(۴) منشی رمضان علی صاحب ؍؍

(۵) میاں اللہ دتا صاحب ؍؍

(۶) عبد المغنی خان ؍؍

(۷) سید محمود عالم صاحب ؍؍

(۸) قاضی نور محمد صاحب ؍؍

(۹) پیر مظہر حق صاحب ؍؍

(۱۰) منشی دیانت خان صاحب ؍؍

(۱۱) حکیم فیروز الدین صاحب قریشی ؍؍

(۱۲) میر احمد صاحب قریشی ؍؍

(۱۳) مولوی عبد الحفیظ صاحب ؍؍

(۱۴) سید محمد علی شاہ صاحب ؍؍

(۱۵) [illegible] خان صاحب ؍؍

(۱۶) مولوی عبد الوہاب صاحب ؍؍

(۱۷) میاں جمعل علی صاحب ؍؍

(۱۸) مستری دین محمد صاحب دوکاندار ؍؍

(۱۹) بابو محمد عبد الرحمن صاحب سنٹرل ٹاؤن ہال دہلی

(۲۰) بابو سراج الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر پاچوہ ضلع قادیان

(۲۱) چوہدری عبد الرحمن صاحب امیر جماعت سردفتر کوہاٹ

(۲۲) میاں محمد شریف صاحب ای اے سی انبالہ

(۲۳) محمد ادریس صاحب ٹی پی کانسٹیبل تھانہ پٹیالہ

(۲۴) چوہدری فقیر محمد صاحب انسپکٹر پولیس پوچھتہ

(۲۵) جلال الدین صاحب منیجر سیونگ مشین میر پور [illegible] (۲۶) صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (۲۷) مولوی عبد اللہ صاحب کلا سوالہ کیمود (۲۸) چوہدری عبد اللہ صاحب مالو کے بھگت (۲۹) بابو اعزاز اللہ صاحب

مسلمانانِ کوٹلی ضلع میرپور کا ضروری اعلان

کوٹلی کے سرکاری جلسہ کے متعلق ہندوؤں کی غلط بیانی کی تردید

۱۴ بھادوں ۸۸ کم بروز اتوار بوقت ۵ بجے شام مندر آریہ سماج کوٹلی میں زیر صدارت سب جج صاحب کوٹلی ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام افسران مقامی کے علاوہ قصبہ کے جملہ اہل ہنود بڑی دھوم دھام سے شامل ہوئے۔ مسلمانان قصبہ کو شامل جلسہ ہونے کی زبانی دعوت دی گئی۔ اور افسران مقامی نے بتاکید کہا کہ مسلمان شامل جلسہ ہو کر اظہار وفاداری کریں اور موجودہ بے چینی اور شورش سے علیحدگی کا اعلان کر دیں۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے جواب دیا کہ وہ اس جلسہ میں شامل ہونے سے تو معذور ہیں۔ مگر وہ اپنا علیحدہ جلسہ جامع مسجد میں کر کے اظہار وفاداری کریں گے۔ مگر اس سے اراکین جلسہ کی تسلی نہ ہوئی کیونکہ ان کی غرض و غایت تو یہ تھی۔ کہ مسلمانان کوٹلی کی جانب سے اس قسم کے ریزولیشنز پاس کرائیں۔ جن کا برا اثر مسلمانوں کے ان مطالبات پر پڑے۔ جن کے حصول کے لئے بیسیوں بے گناہ مسلمان حکومت کے ظلم کا تختۂ مشق بن کر پیوندِ خاک ہوئے اور سینکڑوں جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں پڑے ہیں۔ پھر کشمیر ڈے جو مقتولین کشمیر اور ۹۵ فیصدی مظلومان کشمیر کی بے کسی و بے بسی کو محسوس کر کے علاوہ مسلمانان کشمیر کے تمام ہندوستان میں ایک دن اظہار ہمدردی کے طور پر منایا گیا۔ اسے مسلمانوں کی سازش قرار دیا جائے اور حکومت کے باغی بتایا جائے۔ ان وجوہات سے مسلمانوں نے ہندوؤں کے جلسہ میں جو سرکاری افسروں کے زیر سایہ منعقد ہو رہا تھا شامل ہونا مناسب نہ سمجھا۔ البتہ چند ایک مسلمان جنہیں مسلمانوں کے مفاد سے کوئی تعلق نہیں۔ ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے شریک ہوئے۔ جنہیں مسلمانان کوٹلی کی جانب سے شامل ہونا ظاہر کیا گیا۔ اور ریزولیوشن بشمول مسلمانان کوٹلی پاس ہونا بتایا گیا۔ مگر یہ محض غلط اور فرضی ہے۔

اس میں کلام نہیں کہ سری سرکار دولت مدار کی درازئ عمر کیلئے ہم دعا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے مگر ان اشخاص کا یہ ظاہر کرنا کہ ہم مسلمانان کوٹلی کی طرف سے شامل جلسہ ہوئے قطعاً غلط ہے کیونکہ مسلمانان کوٹلی خود ایسا جلسہ کر سکتے ہیں ہندوؤں نے یہ جلسے محض اس لئے کئے۔ کہ مسلمانان ریاست کے مطالبات نظر انداز کر دئے جائیں۔ اور وہ گلچھرے اڑاتے رہیں۔ اور مسلمانوں کے گلے میں طوق غلامی پڑا رہے پس ہم جملہ مسلمانان کوٹلی اس ریزولیوشن کی تردید کرتے ہیں۔ جو بہ اکثر ہندو اخبارات کے علاوہ مہاراجہ بہادر کے حضور بھی بھیجا گیا ہے۔ اسی طرح ہم جملہ مسلمانان کوٹلی حکام مقامی و ہندو و مسلمان تحصیل کوٹلی کو بذریعہ اخبار مطلع کرتے ہیں کہ وہ مسلمان جو اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ ہمیں ان سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ ذاتی اغراض کے لئے اپنی قوم سے غداری کے مرتکب ہوئے۔ ہم ایسے ضمیر فروش اور خود غرض مسلمانوں کے متعلق ظاہر کر دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ آئندہ کسی معاملہ میں اپنے آپ کو مسلمانان کوٹلی کا نمائندہ ظاہر کریں۔ تو ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔

ہم مسلمان سری سرکار دولت مدار کے صادق وفادار ہیں۔ اور ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں کے ان مطالبات کی تائید کرتے ہیں۔ جو انہوں نے سرکار دولت مدار کے حضور پیش کئے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمارے مہاراجہ کی عمر دراز ہو۔ اور ان کے دل میں ۹۵ فیصدی مظلومین کی فریاد سننے کا احساس پیدا ہو۔ جنہیں حکام ریاست نے جائز مطالبات کے بدلے گولیوں کا نشانہ بنایا۔

خاکساران۔ مسلمانان کوٹلی۔

مسلم نمائندگان جموں و کشمیر نے ہرگز معافی نہیں مانگی

اخبار پرتاپ کے خاص نامہ نگار کو نہ معلوم کہاں سے معلوم ہوا۔ کہ مسلمان لیڈروں نے وزیر اعظم کے بنگلہ پر جاکر معافی مانگ لی۔ ہم نامہ نگار کو چیلنج کرتے ہیں وہ ثابت کرے کہ مسلم نمائندوں نے کب معافی مانگی۔ ایک معمولی فہم کا انسان بھی ذیل کی عبارت سے خود نتیجہ نکال سکتا ہے کہ کس طرح نامہ نگار اپنی تحریر کی خود تردید کر رہے ہیں:

"عارضی صلح کا پہلا نتیجہ یہ نکلا ہے سرکردہ مسلمانوں نے وعدے کرنے شروع کر دئے ہیں۔ کہ ہم آئندہ ریاست کی گورنمنٹ کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے"۔

بھلا عارضی صلح ہونے کے بعد کیا ضرورت پڑی تھی کہ مسلمان نمائندے دوبارہ وزیر اعظم کے پاس جاکر اس سے معافی مانگتے۔ یا وعدے کرتے۔ حالانکہ صلح کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گورنمنٹ صلح کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ اور بات بھی صاف ہے۔ کہ جب دو شخصوں یا دو فریقوں میں کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی دوسرے کو زیر نہ کر سکے۔ تو فریقین صلح کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہم زیادہ یہاں پر اس کے متعلق قلم فرسائی نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ واقعات خود بتاتے ہیں کہ کن حالات کے ماتحت عارضی صلح وقوع میں آئی۔ صرف ایڈیٹر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اندھا دھند اپنے اخبار کو پر کرنے کی کوشش نہ کیا کریں۔ (نامہ نگار)

کشمیری مال کے بائیکاٹ کی حقیقت

جب سے یہ موجودہ قومی تحریک کشمیر میں شروع ہوئی ہے کسی موقعہ پر کوئی معزز ایک لفظ بھی دیسی مال کے بائیکاٹ کے متعلق زبان پر نہیں لایا۔ اور نہ کوئی محب وطن ایسا کر سکتا ہے لیکن ہمارے ہندو برادران اس قسم کے الزام اس لئے تراش رہے ہیں۔ کہ کسی طریقہ سے کشمیری مال کا بائیکاٹ ہندوستان میں ہو جائے۔ کبھی یہ بتلا کر باہر کے لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کہ لاکھوں روپے کا کھدر کشمیر میں جلا دیا گیا۔ کبھی یہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ دیسی مال کو بدیسی مال پر فوقیت دی جاتی ہے۔ اور اب یہ لکھنا شروع کیا ہے کہ کشمیری پارسل پہ پارسل واپس آ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسی باتیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور نہ کبھی وقوع میں آئی ہیں۔ اس مکروہ پراپیگنڈا سے صرف یہ مطلب ہے کہ کسی طریقہ سے کشمیری مال کا بائیکاٹ ہندوستان میں ہو جائے۔ اور کشمیری مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑے۔ حالانکہ اگر وہ تدبر اور دانشمندی سے کام لیتے اور ٹھنڈے دل سے اس معاملہ پر غور کرتے۔ تو ضرور وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے۔ کہ وہ صرف مسلمانوں کو ہی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے بلکہ ملک کشمیر کو نقصان پہنچائیں گے جس میں اور بھی بہت سے لوگ آباد ہیں۔

(نامہ نگار)

تلاش

نام عبدالکریم۔ قد لمبا۔ رنگ گندم نما۔ آنکھیں موٹی۔ ناک پر پرانا پھنسی کا داغ اکثر ٹھیکیداران نہر کے ساتھ بطور منشی کام کرتا ہے۔ والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔ ریاست بہاولپور، سندھ، سرحد کے دوست خصوصیت سے تلاش فرما کر مشکور فرمائیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

بیعتِ خلافت

بحضور حضرت سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

نہایت مؤدبانہ عرض ہے۔ کہ خاکسار محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی بیعت میں داخل ہوتا ہے۔ فارم بیعت خلافت حضور اقدس کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ پیش کر کے ملتجی ہوں کہ خاکسار کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ صحیح معنوں میں احمدی کہلانے کا مستحق ہو سکوں۔ ساتھ ہی خاکسار مختصراً حالات قبولیت بیعت حضور پیش خدمت کرتا ہے۔

اوائل میں احمدیت کے محرک میرے بھائی محمد حیات صاحب ساکن بھیرہ ہیں۔ جو غیر مبائع ہیں۔ شروع میں ایک اشد ترین مخالف کی حیثیت میں تبادلہ خیالات کرتا رہا۔ ۱۹۲۶ء میں لاہور تار سیکھنے کے لئے گیا۔ اور اتفاق سے احمدیہ بلڈنگس کے قریب ہی رہائش کا انتظام ہوا۔ وہاں برادرم محمد شریف صاحب احمدی جو راولپنڈی سے تار سیکھنے کے لئے آئے تھے۔ احمدیت کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتے رہے جنوری ۱۹۲۷ء میں تار سیکھنے کے بعد سرگودھا میں تقرر ہوگیا۔ برادرم محمد سعید صاحب نے جو ڈاکخانہ میں کلرک ہیں۔ باقاعدہ تبلیغ کرنی شروع کی۔ ان کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا۔ کہ خاکسار نے احمدیت قبول کرنا ضروری سمجھا۔ مگر چونکہ خلافت کے متعلق مجھے پوری تحقیق نہ تھی۔ اور نہ ہی بابو صاحب موصوف کو خاکسار کے غیر مبایعین میں شامل ہونے کا گمان ہی تھا۔ اس وجہ سے خلافت کے متعلق تبادلہ خیالات نہ ہوا۔ لیکن اس کے بعد جب برادرم محمد سعید صاحب کو علم ہوا۔ تو اسی خاص مضمون کے متعلق بڑے زور سے رات دن تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ اور حضور اقدس سے خاکسار کے لئے دعائیں بھی کرائیں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔ اور حضور کی دعاؤں کی برکت ہے۔ کہ خاکسار کو شرف بیعت حضور حاصل ہوتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ برادرم محمد سعید صاحب کو باری تعالیٰ جزائے خیر دے۔ کہ ان کی کوششوں سے صحیح طور پر احمدیت قبول کرنے کی توفیق ہوئی۔

یہ محض مولا کا فضل ہے۔ کہ اس نے حضور کی خلافت کی صداقت خاکسار پر خوابوں کے ذریعہ بھی ظاہر فرمائی۔ جو خاکسار کے لئے مزید یقین کا باعث ہوئیں۔ وہ خوابیں یہ ہیں:-

(۱) گو خاکسار غیر مبائع تھا۔ مگر برادرم محمد سعید صاحب کی تحریک پر دسمبر ۱۹۳۰ء کے سالانہ جلسہ پر قادیان جانے کا بہت شوق تھا۔ لیکن چند ایک اسباب مانع ہو گئے۔ اس حالت میں سخت پریشانی ہوئی۔ ان دنوں رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ بابو محمد سعید صاحب قادیان سے واپس آتے ہیں ان سے میں نے پوچھا۔ آپ میرے لئے کونسی چیز لائے ہیں۔ انہوں نے مجھے پہلا پارہ (باترجمہ) دیا۔ جس کی عربی عبارت زرد رنگ کاغذ پر لکھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایک رسالہ "الامام" دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ آپ کے لئے تحفہ ہے۔ میں نے ان سے لے لیا۔ اور زبانِ حال سے شکریہ ادا کیا۔ جس کی تعبیر بلفظہٖ صحیح نکلی۔

(۲) مَیں نے خواب میں دیکھا میں اپنے گھر میانی (ضلع شاہپور) میں ہوں۔ اور حاجی جلال الدین صاحب احمدی کی دوکان پر گیا ہوں۔ وہاں ایک غیر احمدی حاجی غلام قادر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ حاجی جلال الدین صاحب نے مجھے ایک کتاب "محمود" عطا فرمائی۔ جس کے لینے سے مجھے خوشی محسوس ہوئی۔ تعبیر ظاہر ہے۔ خدا مجھے پیارے محمود کے ارشادات پر چلنے کی توفیق بخشے۔

اللہ تعالیٰ کے ان تمام احسانات کو عرض کرنے کے بعد حضور کی خدمت اقدس میں ملتمس ہوں۔ کہ حضور میری بیعت قبول فرمائیں اور دعا فرمائیں۔ مولا کریم استقامت بخشے۔ اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور کا ادنیٰ ترین غلام خاکسار غلام رسول کلرک ڈاکخانہ سرگودھا۔

جماعتہائے احمدیہ علاقہ سندھ کیلئے

مندرجہ ذیل تجاویز احمدیہ کانفرنس حیدرآباد منعقدہ ۳۰ اگست ۱۹۳۱ء میں پیش ہو کر پاس ہوئیں۔ اس کانفرنس میں جماعتہائے سندھ کے مندرجہ ذیل نمائندگان شریک ہوئے۔

(۱) سید میر مرید احمد صاحب امیر تبلیغ سندھ
(۲) ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب۔ صدر کانفرنس (نمائندہ کراچی)
(۳) ماسٹر محمد بریل صاحب۔ کھمال ڈیرہ۔
(۴) نبی بخش صاحب۔ باڈہ۔
(۵) حاجی عبدالکریم صاحب۔ سکھر۔
(۶) چوہدری غلام حیدر صاحب۔ بڈھا کوٹ۔
(۷) محمد احمد صاحب
(۸) محمد حسن صاحب
(۹) امیر عالم صاحب۔
(۱۰) محمد اسحاق صاحب۔
(۷ تا ۱۰) حیدرآباد سندھ
(۱۱) اللہ داد خان صاحب۔ کراچی۔

جماعت احمدیہ صوبہ ڈیرہ نے بذریعہ خط کانفرنس میں پیش ہونے والی تجاویز سے اتفاق کا اظہار کیا۔ حسب ذیل تجاویز اس کانفرنس میں پاس ہوئیں۔

یہ کانفرنس فیصلہ کرتی ہے۔ کہ

(۱) پراونشل انجمن کا مقام کراچی ہو۔ اس کے امیر امیر تبلیغ سندھ اور باقی عہدہ دار کراچی کی مقامی جماعت کے ہوں۔

(۲) علاقہ سندھ کی ہر ایک جماعت اپنی ماہانہ کارگزاری کی رپورٹ پراونشل انجمن کے سکرٹری یعنی سکرٹری جماعت کراچی کے توسط سے امیر تبلیغ سندھ کو بھیجا کرے۔

(۳) احمدیہ کانفرنس کا آئندہ اجلاس اور پہلا سالانہ تبلیغی جلسہ دسمبر ۱۹۳۱ء میں ہو۔ جس کا انتظام سکھر کی مقامی جماعت کرے گی لیکن تبلیغی جلسے کے اخراجات کا انتظام پراونشل انجمن کے ذمہ ہوگا۔

(۴) ہر جماعت مقامی انجمن انصاراللہ قائم کرے جس کے ممبر مہینہ میں کم از کم ایک دن اپنے اپنے خرچ پر دیہاتوں میں تبلیغی دورہ کریں مقامی سکرٹری تبلیغ اپنی اپنی انجمن انصاراللہ کے ممبروں کا نام اور کیفیت وغیرہ ایک علیحدہ رجسٹر میں درج کر کے جلد سے جلد پراونشل انجمن کراچی کو اطلاع دیں۔

(ب) انصاراللہ کی جماعتیں مقامی سکرٹریان تبلیغ کی ہدایات کے ماتحت کام کریں گی

(ج) سندھ کے ہر میلے پر جو نزدیک کی انصاراللہ ہو۔ بغرض تبلیغ جائے جناب امیر تبلیغ سندھ بھی ان کے ہمراہ ہوں۔ اس کے انتظام کے لئے ہر جماعت اپنے پاس ہونے والے میلوں کے نام مقام۔ ریلوے سٹیشن اور ان کے اوقات وغیرہ کی تفصیلات سے پراونشل انجمن کو مطلع کرے۔

(۵) پراونشل انجمن ۸ صفحے کا ایک ماہواری ٹریکٹ سندھی میں شائع کیا کرے گی اور اس غرض کے لئے ہر ایک جماعت جلد سے جلد پراونشل انجمن کو اس امر سے مطلع کرے۔ کہ اسے ہر مہینے کتنی تعداد میں ٹریکٹ مطلوب ہوں گے

(ب) پراونشل انجمن کل تعداد کا اندازہ لگانے کے بعد ہر ایک جماعت کو اس کی قیمت سے مطلع کرے گی۔ اور پھر تمام جماعتیں اپنی اپنی رقم بطور پیشگی بذریعہ منی آرڈر پراونشل انجمن کو بھیجدیں۔

(ج) اس ٹریکٹ کے ایڈیٹر جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کراچی ہوں گے لیکن جو احباب ان کے علاوہ بھی اپنے مضامین ارسال فرمائیں گے۔ وہ بھی اس میں شائع ہو سکیں گے

(۶) ہر جماعت اپنے ممبران کی ایک مکمل فہرست جس میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بھی شامل ہو۔ جلد سے جلد پراونشل انجمن کو بھیجدے۔ اور پھر پراونشل انجمن ایک رجسٹر میں ان سب کا اندراج کرے۔

(۷) ہر جماعت اپنے مقامی حالات کے مطابق مسلمانوں کی مشکلات رفع کرنے میں کوشش کرے

(۸) ہر جماعت اپنے تعلقہ یا ضلع کے زمیندار جاگیردار اور دیگر معزز غیر احمدی احباب کی ایک فہرست تیار کر کے پراونشل انجمن کو بھیجے اور اس کی ایک کاپی اپنے پاس بھی رکھے تاکہ تبلیغی ٹریکٹ جب شائع ہوں۔ تو ان تک بھی پہنچ سکیں

(۹) پراونشل انجمن میں ایک مرکزی لائبریری قائم کی جائے جس کے لئے مطلوبہ کتب کی ایک فہرست اور ان کی مجموعی قیمت کا اندازہ لگانے کے بعد ہر ایک جماعت سے اس کی حیثیت کے مطابق چندے کی اپیل کی جائے

(۱۰) ہر ایک جماعت ہم آنے ماہوار ٹریکٹ کی قیمت کے ساتھ پراونشل انجمن کو بھیجے۔ تاکہ ڈاک وغیرہ کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ (۱۱) پراونشل انجمن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے۔ کہ حضرت اقدس اس علاقہ کے چندہ عام [illegible]

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لاہور سے ۱۰ ستمبر کی ایک خبر ہے کہ خفیہ پولیس ایک نیا مقدمہ سازش مرتب کرنے میں مشغول ہے۔ جس میں اشتعال انگیز لٹریچر شائع کرنے کے الزام میں نوجوان ماخوذ کئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں چھ نوجوان پکڑے بھی جا چکے ہیں۔

—— ایک ممبر نے آئندہ اجلاس اسمبلی میں اس بنا پر تحریک التوا پیش کی ہے کہ گول میز کانفرنس میں تجارتی طبقہ کے نمائندوں کی عدم شمولیت کے خلاف پروٹسٹ کیا جائے۔

—— مغل پورہ کالج کے پرنسپل کپٹن وٹیکر نے مستعفی طلباء کو تار دیا ہے کہ جو طلباء ماہ مئی کے امتحان میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ وہ ان مضامین کا جن میں وہ فیل ہوئے۔ ماہ اکتوبر میں دوبارہ امتحان دے سکتے ہیں۔

—— بنوں کے سرکاری خزانہ میں ایک لاکھ روپیہ کا غبن ثابت ہوا ہے پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

—— مسٹر مجید ملک ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک مستعفی ہو گئے۔ آپ ۱۹۲۸ء سے کام کر رہے تھے۔ اخبار کی اشاعت بھی بے قاعدہ سی ہے۔

—— مغل پورہ کالج کے معاملات کے متعلق جو محکمانہ تحقیقات جاری ہے۔ اس کے سلسلہ میں دو طلبہ کو شہادت کے لئے بلایا گیا تھا۔ مگر انہوں نے جواب دیا ہے کہ پہلے ان لوگوں کو معطل کیا جائے۔ جن پر الزامات ہیں۔ تحریری اطمینان دلایا جائے کہ ہمیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ پہلی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ شائع کی جائے۔

—— نواب صاحب ڈھاکہ کی بیگم صاحبہ گذشتہ پنجشنبہ کو وفات پا گئیں۔

—— معاصر اکالی لکھتا ہے۔ کہ سکھوں کے ایک رسالہ کو ایک خاص قسم کی ٹوپی پہننے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر سپاہیوں نے جواب دیا کہ جب تک گوردوارہ پربندھک کمیٹی اس کی اجازت نہ دے۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

—— نام نہاد مسلم نیشنلسٹ ۱۴۔۱۵ ستمبر کو بریڈلا ہال لاہور میں ایک کانفرنس منعقد کریں گے جس کے صدر ابوالکلام آزاد ہوں گے۔

—— گول میز کانفرنس کے ہندوستانی مندوبین کی تیسری پارٹی ۴ ستمبر کو بمبئی سے روانہ ہو گئی۔ اس میں مہاراجہ کپورتھلہ و دھولپور۔ مسٹر جناح۔ مولانا شفیع داؤدی اور نواب لیاقت حیات خاں وزیر اعظم پٹیالہ بھی شامل ہیں۔

—— ۴ ستمبر کو لندن میں ایک انٹرویو کے دوران میں مسٹر شفیع نے کہا۔ ہندو مسلم سمجھوتہ اب تک اس وجہ سے نہیں ہو سکا۔ کہ اکثریت کے لیڈروں نے اس کے لئے کوئی نمایاں سعی نہیں کی۔ اب چونکہ گاندھی جی کانگرس کے نمائندے ہو کر آئے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ امید پوری نہ ہوئی۔ تو بھی برطانوی مدبر فرقہ وار سوال کا کوئی ایسا حل ضرور نکالیں گے۔ جس سے تمام اقلیتوں کو تسلی ہو جائے۔

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سکرٹری مولانا شفیع داؤدی چونکہ انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی غیر حاضری میں سید مسعود احمد صاحب ایم ایل اے سکرٹری ہوں گے۔

—— ریاست جے پور کے شہر رام گڑھ میں ہندو مسلمانوں کا جو تنازعہ تھا۔ اور جو روز بروز نازک صورت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ وہ سر انجام پا گیا ہے۔ مسجد کے حدود میں واقع پیپل کے متعلق ہندوؤں نے اپنے نامعقول مطالبات ترک کر دئے ہیں۔ مسلمانوں کا بائیکاٹ بند کر دیا ہے اور قبرستان میں سے راستہ بنانے کی فتنہ انگیزی سے باز آ گئے ہیں۔ اچھا ہوا جلدی ہی ہوش آ گیا۔

—— حکومت کشمیر نے سری نگر سے دفعہ ۱۴۴ ہٹالی ہے۔ اور وہاں ہندوؤں اور پنڈتوں کے جلسے ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

—— ۵ ستمبر کو سٹوڈنٹس یونین بمبئی کے زیر اہتمام ایک تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا۔ ہندو بالکل بے وقوف ہیں۔ جنہوں نے افتراق انگیز رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ ان کی اکثریت کا دماغ بگڑ گیا ہے۔ اور وہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ جب تک وہ جرأت و اعتماد سے کام نہ لیں گے۔ سوراجیہ نہیں حاصل کر سکتے۔

—— ۴ ستمبر کو سری نگر محلہ نواکدل کے زنانہ ہسپتال میں آگ لگ گئی۔ بہت سے کوارٹر جل کر راکھ ہو گئے۔ فائر بریگیڈ موقع پر پہونچا۔ مگر آگ پر قابو نہ پا سکا۔

—— وزیر آباد سے گجرات کو جانے والی ٹرین میں چند روز ہوئے۔ ایک بوڑھا آدمی اور اس کے ساتھ ایک جوان عورت سفر کر رہے تھے۔ عورت زنانہ کمرہ میں تھی اور مرد مردانہ میں۔ باقی مسافروں کے اتر جانے کی وجہ سے عورت اپنے کمرہ میں اکیلی رہ گئی۔ لیکن بوڑھے کے ساتھ ایک مسافر بیٹھا رہا۔ جس نے بڈھے کو کلورا فارم سنگھا دیا۔ اور پھر چلتی گاڑی میں زنانہ کمرہ میں جا کر عورت کو بیہوش کر دیا۔ اور اس کے زیورات اتار کر فرار ہو گیا۔

—— پوسٹ ماسٹر جنرل لندن کا ۳ ستمبر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ تصویری برقی پیغامات کی سروس جیسی کہ برطانیہ جرمنی۔ آسٹریا۔ ڈنمارک۔ اور سویڈن کے درمیان پہلے سے جاری ہے۔ ۱۴ ستمبر سے برطانیہ اور اطالیہ کے درمیان بھی شروع ہو جائے گی۔

—— تخفیف اخراجات کے سلسلہ میں نواب صاحب بھوپال نے حکم دیا ہے کہ ۷۲ لاکھ کے میزانیہ میں نو لاکھ کی کمی کی جائے۔ تمام بڑے چھوٹے ملازمین کی تنخواہ دس فیصدی کم کر کے چھ لاکھ کی بچت کی جائے گی۔ باقی تین لاکھ سالانہ کی تخفیف انہوں نے اپنے ذاتی اخراجات میں کر دی ہیں۔

—— مولوی ظفر علی صاحب جب بنگلور میں پہنچے۔ تو اہل شہر نے سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کا انتظام کر رکھا تھا۔ مگر وہ اصل رستہ چھوڑ کر چپکے سے نکل گئے۔ شام کو کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام آپ تقریر کرنے لگے۔ تو سخت شور بپا ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ کی جان خطرہ میں پڑ گئی۔ اور آپ بمشکل کار میں بیٹھ کر بھاگے۔ ایک اور جلسہ میں آپ تقریر کرنے لگے۔ تو نوجوانوں نے ظفر علی مردہ باد۔ مخلوط انتخاب مردہ باد کے نعرے لگائے۔ اور جلسہ میں گڑبڑ ڈالدی۔ ایک نوجوان اسی وقت تقریر کرنے کھڑا ہو گیا جس نے کہا۔ مولانا اسلامی تہذیب کو ترک کر کے لنگوٹی کی تہذیب اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ حالانکہ ہندو ہمارے جانی دشمن ہیں۔ انہی حالات کو دیکھ کر آپ کی تقریروں کی ممانعت کر دی گئی۔

—— حکومت برما نے باغیوں کی معافی کی میعاد میں تا حکم ثانی توسیع کر دی ہے اور لکھا ہے کہ یکم ستمبر کے بعد ہونے والی بغاوتیں معافی کی مستوجب نہ ہو سکیں گی۔

—— لندن ۷ ستمبر۔ لندن میں گاندھی جی وزیر اعظم کی اجازت کے بغیر کوئی پبلک تقریر نہ کر سکیں گے۔

—— لنڈن ۷ ستمبر جہاز راجپوتانہ سے رپورٹر کا نامہ نگار بذریعہ بے تار برقی مطلع کرتا ہے۔ گاندھی جی نے سویز میں مسلمانان مصر سے ہندو مسلم اتحاد میں امداد کی درخواست کرتے ہوئے کہا۔ حضرت محمدؐ امن کے پیغامبر تھے۔ ان کے پیرو ہونے کے لحاظ سے آپ اتحاد کو قائم کریں۔ ہندوستان کے اتحاد اور اس کی آزادی پر بلاواسطہ تمام دنیا کے امن کا دارومدار ہے۔

مولوی غلام نبی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے دفتر قادیان سے شائع کیا۔